پاکستان کسان مزدور تحریک

نیوز لیٹر

ایڈیٹوریل ٹیم : علی اکبر، راجہ مجیب، ظہور جوئیہ، ولی حیدر اور عذرا طلعت سعید

جولائی تا دسمبر 2017 — جلد نمبر 7 شمارہ نمبر 2

جدوجہد ناگزیر...

پاکستان میں دیہی معیشت کی تباہی اور چھوٹے اور بے زمین کسانوں کے خراب حالات میں جدوجہد کا آغاز ناگزیر ہے۔ ایک طرف حکومتی پالیسیوں کے نتیجہ میں ملک میں کسان آبادیوں کو خوراک کی کمی اور روزگار کے مسائل کا سامنا ہے تو دوسری طرف دیوہیکل بین الاقوامی کمپنیوں اور سرمایہ کاروں کو اسی شعبہ سے بے حساب منافع کمانے کا موقع بھی مل رہا ہے۔

حکومت پنجاب کی جانب سے سورج مکھی اور زیتون کی پیداوار کے لیے مراعات کا اعلان انہی سرمایہ دارانہ آزاد تجارتی پالیسیوں کا نتیجہ ہے جس سے غیرملکی کاروباری شعبہ ہماری منڈی پر غلبہ حاصل کرتا ہے۔

المیہ تو یہ ہے کہ جس ملک کے گوداموں میں ضرورت سے زائد گندم کے انبار لگے ہوئے ہیں اس ملک کی بڑی آبادی بھوک کا شکار ہے جس کی اصل وجہ گنا، سورج مکھی اور دیگر نقد آور فصلوں کی کاشت میں اضافہ ہے۔ غیر پائیدار ماحول دشمن طریقہ زراعت کی بدولت بھوک، غذائی کمی تو بڑھ ہی رہی ہے ہمارا قدرتی ماحول بھی تباہ ہورہا ہے۔ یہاں تک کہ پہاڑی علاقوں میں پائے جانے والی شہد کی مکھیاں ناپید ہوتی جارہی ہیں جو مقامی آبادی کے لیے روزگار اور صحت مند خوراک کا ایک اہم ترین ذریعہ ہے۔ حکومتی پالیسیوں اور وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم کی وجہ سے امیر اور غریب کے درمیان فرق خطرناک حد تک بڑھتا جارہا ہے۔ غذائی فصلوں میں کمی اور بھوک میں اضافے کے ساتھ ساتھ دیہی آبادی بڑے پیمانے پر روزگار کے مسائل سے بھی دوچار ہے کیونکہ کسانوں کو منڈی میں اپنی فصل کی خاطر خواہ قیمت نہیں ملتی اور بعض صورتحال میں کسان اپنی فصل کو خود جلا دیتے ہیں۔

بیان کردہ سنگین حالات کی روشنی میں پاکستان کسان مزدور تحریک کسانوں کو منظّم اور متحرک کرنے کا کام کررہی ہے۔ ہر سال سالانہ اجلاس اور صوبائی اجلاس منعقد کیے جاتے ہیں جس میں کسانوں کو درپیش مسائل پر تبادلہ خیال کیا جاتا ہے اور جدوجہد کے راستے تلاش کیے جاتے ہیں۔

اسی طرح پی کے ایم ٹی صنعتی زراعت کے ردعمل میں عملی جدوجہد میں بھی مصروف ہے جس میں ''تجرباتی کھیت'' کا قیام انتہائی اہم ہے۔ منڈی میں کمپنیوں کے بیج کی محتاجی کا مقابلہ کرنے کے لیے پی کے ایم ٹی روایتی اور مقامی بیج کو پائیدار بنیادوں پر بڑھانے کی ترغیب دینے کا کام گزشتہ چند برسوں سے کررہی ہے۔ اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے مشترکہ ضلعی بیج بینک کے قیام کا بھی فیصلہ کیا گیا۔ موجودہ حالات میں بیج کی جدوجہد ایک انتہائی اہم حکمت عملی ہے جس کے نتیجہ میں کمپنیوں کے غلبہ کو کم کرتے ہوئے ختم کیا جاسکتا ہے۔ پی کے ایم ٹی کی جدوجہد کے دس سالہ جشن کے موقع پر بھی کارکنان کی جانب سے اسی جوش و جذبہ کا مظاہرہ کیا گیا اور سرمایہ دارانہ زراعت اور جاگیرداری کے خلاف جدوجہد کو تیز کرنے پر اتفاق کیا گیا۔

فہرست مضامین:

- پی کے ایم ٹی دسواں سالانہ اجلاس
- پی کے ایم ٹی میلہ: جدوجہد کے دس سال
- خیبر پختونخوا کا پانچواں سالانہ اجلاس
- پنجاب کا پانچواں سالانہ اجلاس
- آزاد تجارت کے زراعت پر اثرات
- شہد کی مکھیوں کی نسل کشی
- منڈی میں پیداوار کی کم قیمت
- سندھ میں گنے کے کاشتکاروں کے مسائل
- پریس ریلیز
- پی کے ایم ٹی ششماہی سرگرمیاں
- کسانوں کا تجرباتی کھیت کا دورہ
- بیج بینک

پاکستان کسان مزدور تحریک نیوز لیٹر روٹس فار ایکوٹی (Roots for Equity) نے شائع کیا۔

سیکریٹریٹ: اے۔1، فرسٹ فلور، بلاک 2، گلشن اقبال، کراچی۔ فون: 34813320 21 92+ فیکس: 34813321 21 92+ بلاگ: rootsforequity.noblogs.org

پی کے ایم ٹی کا دسواں سالانہ اجلاس، 2017

رپورٹ: روٹس فار ایکوٹی

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) کا دسواں سالانہ اجلاس 15، 16 اکتوبر کو لوک ورثہ، اسلام آباد میں منعقد کیا گیا۔ اجلاس میں ملک بھر کے مختلف اضلاع سے پی کے ایم ٹی کے کارکنان نے شرکت کی۔ نظامت کے فرائض پی کے ایم ٹی پنجاب کے کارکن ظہور جوئیہ نے ادا کیے۔

پی کے ایم ٹی کے مرکزی رابطہ کار الطاف حسین نے تمام شرکاء کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ میں تہہ دل سے تمام پی کے ایم ٹی کے کارکنان اور دیگر شرکاء کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آج پی کے ایم ٹی کی جدوجہد کو دس سال ہوگئے ہیں، اس دوران ہم نے تکلیفیں بھی اٹھائیں لیکن ہم پیچھے نہیں ہٹے۔ اپنے مقصد کے حصول کے لیے ہماری کوششیں جاری ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ ہم متحد ہوکر آگے بڑھیں گے تو ہمیں کوئی طاقت منزل حاصل کرنے سے روک نہیں سکے گی۔ پی کے ایم ٹی چھوٹے اور بے زمین کسانوں کی نمائندہ جماعت ہے جو پسے ہوئے طبقے کے حق کی بات کرتی ہے۔ پی کے ایم ٹی زمین کا منصفانہ اور مساویانہ بٹوارہ چاہتی ہے جس کے لیے ہم آگے بڑھیں گے۔

ڈاکٹر عذرا طلعت سعید نے پہلے سیشن کے آغاز پر خوراک کی خود مختاری میں عورت کے کردار کے موضوع پر بات کرتے ہوئے کہا کہ میں تمام دیہی عورتوں کو ان کے عالمی دن پر مبارکباد دیتی ہوں۔ آج یہاں شہری نہیں دیہی مزدور کسان بیٹھے ہیں جن میں عورتوں کی انتہائی کم تعداد ہے۔ یہ بہت دکھ کی بات ہے کہ عورت سے سخت سردی اور گرمی میں کھیتوں میں تو کام لیا جاتا ہے لیکن اس طرح کے پروگراموں میں ساتھ نہیں لایا جاتا۔ اگر عورت کو لانا بری بات ہے تو پھر وہ کھیتوں میں بھی کیوں جاتی ہے، کیوں گندم کاٹتی ہے اور سبزیاں اگاتی ہے؟

عالمی ادارہ برائے خوراک و زراعت (FAO) کے مطابق دنیا میں بھوک کے شکار افراد کی تعداد میں چار کروڑ کا اضافہ ہوگیا ہے جس کے بعد یہ تعداد تقریباً 82 کروڑ ہوگئی ہیں۔ ان افراد میں سے 54 کروڑ ایشیائی ممالک میں رہتے ہیں جن میں پاکستان بھی شامل ہے۔ پاکستان کے دیہاتوں میں بھی غربت اور بھوک ہے اس کی وجہ یہ نہیں کہ ہماری زمین زرخیز نہیں ہے یا یہاں پر فصلیں نہیں اگتیں بلکہ اس کی وجہ جاگیردار اور سرمایہ دار طبقہ ہے جو کہ یہاں کی زمینوں اور وسائل پر قابض ہے۔ کیونکہ یہاں گندم اگتا ہے، گنا، چاول اور پھل وغیرہ بھی کثیر تعداد میں پیدا ہوتے ہیں تو پھر یہاں کیونکر بھوک ہوسکتی ہے؟ یہاں کی عورتیں کیوں خون کی کمی کا شکار ہیں؟ جہاں خوراک پیدا ہوتی ہو وہاں بھوک اور غذائی کمی کا ذمہ دار یہ اشرافیہ طبقہ ہے جو کہ جاگیرداروں اور سرمایہ داروں پر مشتمل ہے۔

سرکاری گوداموں میں گندم سڑجاتی ہے لیکن عوام کو نہیں دی جاتی جبکہ دوسری طرف حکومت کی جانب سے سرمایہ داروں کو لاکھوں روپے کی زرتلافی دی جاتی ہے تاکہ گندم برآمد کی جاسکے۔ خوراک کی خودمختاری چار چیزوں سے پہچانی جاتی ہے۔ سوچ یعنی نظریہ، اصول جو کبھی نہیں بدلتے، حق اور جدوجہد۔ جب بھی ہم خوراک کی خودمختاری کی تعریف کریں تو بتائیں کہ دیہی عورت کے حقوق کی پاسبانی ہماری جدوجہد کا حصہ ہے۔ خوراک دنیا میں آنے والے ہر انسان کا

حق ہوتا ہے جسے چھینا نہیں جاسکتا۔ کسان کا حق صرف کھانا نہیں اگانا بھی ہے۔ کسانوں سے یہ حق کوئی جاگیردار یا کوئی کمپنی نہیں چھین سکتی۔

پہلے سیشن کی دوسری مقرر سارہ زمان نے دیہی عورت اور پالیسی سازی کے موضوع پر بات کرتے ہوئے کہا کہ دیہات میں عورتوں میں خون، خوراک کی کمی اور دیگر مسائل کی وجہ یہ ہے کہ کسانوں کے پاس پیداواری وسائل نہیں ہیں، ذریعہ معاش نہیں ہے۔ خوراک کی کمی کی بنیادی وجہ بے زمینی ہے۔ 32 فیصد کسانوں کے پاس ایک ہیکٹر (تقریباً ڈھائی ایکڑ) سے زیادہ زمین نہیں ہے۔ دنیا بھر میں 40 کروڑ عورتیں زمین پر کام کرتی ہیں جن کی 60 سے 70 فیصد تعداد ایشیاء میں ہے۔ پاکستان میں صورتحال دیگر ممالک سے مختلف ہے جہاں دیہی عورتیں 12 سے 15 گھنٹے کام کرتی ہیں۔ کسان عورتوں کی اکثریت بے زمین ہے اور اگر زمین ہے بھی تو بہت کم جس پر عورتوں کا اختیار نہیں ہے۔ پاکستان میں صرف دو فیصد عورتوں کے پاس زمین ہے۔

عورت کسان کا حال مرد کسان سے بدتر ہے اور یہ صورتحال تقریباً پوری دنیا میں ہے۔ اس حوالے سے کچھ قوانین موجود ہیں جن پر کوئی عملدرآمد نہیں کیا جاتا ہے۔ جیسے کہ سندھ ٹیننسی ایکٹ۔

پاکستان میں معذور عورتوں کے مسائل پر بات کرتے ہوئے ابیہہ اکرم نے کہا کہ آپ لوگوں کا شکریہ کہ مجھے موقع دیا کہ میں آپ کے سامنے اپنی بات کروں۔ خوشی ہے کہ آج پی کے ایم ٹی اپنی جدوجہد کے دس سال منارہی ہے۔ معذوروں کی کچھ مشکلات ہیں جس پر بات کروں گی۔ پاکستان میں 10 سے 15 فیصد معذور ہیں جن کی آدھی تعداد عورتوں پر مشتمل ہے۔ عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ معذوری اللہ کی طرف سے ایک سزا ہے یا معذور لوگ اللہ والے ہیں۔ یہی دو وجوہات ہیں کہ معذور افراد گھروں میں بند رہتے ہیں خصوصاً عورتوں کو گھروں میں ایک طرف بٹھا دیا جاتا ہے۔ ایک طرح سے انہیں گھر میں ہی قید کی سزا دے دی جاتی ہے۔ معذوری کوئی خراب بات نہیں، جس طرح کسی مرد کو اپنے مرد ہونے اور عورت کو عورت ہونے پر فخر ہے ہمیں بھی معذور ہونے پر فخر ہے کہ یہ ہماری شناخت ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ معذور افراد کی مشکلات حل کرنے کے لیے ہم نے اب تک کیا سوچا ہے؟ ان حالات کو تبدیل کرنے کے لیے ہمارا کیا کردار ہے؟ قدرتی آفات میں اکثر لوگ معذوروں کو چھوڑ کر مویشی ساتھ لے جاتے ہیں جو ان کے کام آتے ہیں اور معذوروں کو اللہ کے بھروسے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہم انہیں کھانے اور دیگر ضروریات زندگی کے لیے سہولیات فراہم کریں۔ ہم گھر میں بیت الخلا ہی ایسا بناسکتے ہیں جسے وہ آسانی سے بغیر کسی کی مدد کے استعمال کرسکیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کئی معذور افراد پانی نہ پینے کی وجہ سے مرجاتے ہیں کیونکہ وہ بیت الخلا جانے کے لیے کسی کی مدد لینے سے کتراتے ہیں۔

پہلے سیشن کے اختتام کے بعد سوجھلا فار سوشل چینج کی جانب سے ناٹک بھی پیش کیا گیا جس میں پاکستان کسان مزدور تحریک کا تعارف پیش کیا گیا۔ ناٹک میں موسمی تبدیلی کے اثرات کی وجہ سے چھوٹے اور بے زمین کسانوں کی معاشی بدحالی کی منظرکشی کی گئی۔ اس کے علاوہ ناٹک میں کارپوریٹ کلچر، عورتوں پر مظالم اور جاگیرداری نظام میں کسانوں پر ہونے والے مظالم کو نمایاں کیا گیا۔

دوسرے سیشن کے آغاز پر پی کے ایم ٹی خیبر پختونخوا کے کارکن طارق محمود نے خوراک کی خود مختاری کے حصول، جدوجہد اور مسائل پر بات کرتے ہوئے کہا کہ خود مختاری شروع ہی 'خود' سے ہوتی ہے، یعنی سب سے پہلے ہمیں ہی کچھ کرنا ہے۔ 60 کی دہائی میں سبز انقلاب کے نام سے پالیسی متعارف کروائی گئی۔ اس پالیسی کے تحت بڑے پیمانے پر مصنوعی کھاد، بیج، زہریلی دوائیاں اور مشینیں منڈی میں آئیں۔ بزرگ بتاتے ہیں کہ انہوں نے زیادہ پیداوار کی لالچ میں ان کھادوں کا استعمال شروع کردیا۔ آج جو بیماریاں عام ہیں وہ 70 کی دہائی میں نہیں تھیں، بلڈ پریشر اور کینسر اس وقت اتنا نہیں تھا جتنا آج ہے۔ ہمیں بڑھتی ہوئی ان بیماریوں کی وجوہات تلاش کرنے کی ضرورت ہے اور اس ترقی کو صحت کے حوالے سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔ ہماری خوراک آلودہ ہوگئی ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے گھروں میں بیماریاں عام ہوگئی ہیں۔

پی کے ایم ٹی گلی محلے جاکر کسانوں کو شعور دے رہی ہے جس کے نتیجے میں ہم جڑرہے ہیں اور امید ہے کہ یہ تحریک آگے بڑھتی رہے گی۔ ہم نے تشخیص کرلی ہے اب علاج کرنا ہے۔ ہمیں سب سے پہلے زمین کا منصفانہ اور مساویانہ بٹوارہ کرنا ہے۔ کیا یہ ظلم نہیں کہ صرف 11 فیصد لوگ 45 فیصد زرعی زمین پر قبضہ کیے بیٹھے ہیں، کیا یہ ان کے باپ دادا کی زمین ہے؟ ہرگز نہیں۔ 11 فیصد لوگوں کو یہ حق کس نے دیا کہ انہوں نے زمین پر قبضہ کرکے کسانوں کو غلام بنا رکھا ہے۔ ہمارا مطالبہ ماضی کی طرح زمینی اصلاحات کا کھیل نہیں بلکہ مساویانہ اور منصفانہ بٹوارہ ہے۔ ہم بیج کی خودمختاری کا مطالبہ کرتے ہیں اور سیڈ ایکٹ کے کالے قانون کو تسلیم نہیں کرتے۔ ملکی ایوانوں میں 98 فیصد لوگوں کے لیے فیصلہ ہوتا ہے اور ان سے مشاورت بھی نہیں کی جاتی۔ ایک گھنٹے میں سیڈ ایکٹ جیسا قانون منظور کیا جاتا ہے۔ یہ ہمارا حق ہے کہ کاشت ہمارے کسانوں کی مرضی کے مطابق ہو کیونکہ کسان جانتے ہیں کہ انہیں کاشت کیسے کرنی ہے۔

کسانوں کی ذمہ داری ہے کہ پائیدار طریقہ زراعت اپنائیں جس سے خوراک کی خود مختاری اور صاف خوراک حاصل ہوگی۔ المیہ تو یہ ہے کہ غیر ملکی کمپنیاں ہی ہمیں بیج، کھاد بیماریاں دے رہی ہیں اور یہی کمپنیاں دوا بھی دے رہی ہیں یعنی زیادہ سے زیادہ منافع۔ غیر پائیدار طریقہ زراعت کی بدولت کسان کے پاس قرض کے سوا کچھ نہیں بچا۔ پیداوار بڑھانے کے لیے ہم نے اپنا نقصان کرلیا۔ اگر پیداوار بڑھنے سے مسئلہ حل ہوتا ہے تو پھر دنیا میں بھوک کیوں بڑھ رہی ہے؟ اسپتال کیوں بھرے پڑے ہیں؟ ہم پیداواری وسائل پر کسان کا اختیار چاہتے ہیں جس کے لیے ضروری ہے کہ آپ پی کے ایم ٹی کا ساتھ دیں۔ مزاحمت کے راستے پر چلتے ہوئے ہمیں خوراک کی خود مختاری اور صاف خوراک کا حصول ممکن بنانا ہے، پائیدار زراعت کو بڑھانا ہے۔

پی کے ایم ٹی ضلع دیر کے نوجوان کارکن نعمان شاہ نے زراعت میں نوجوانوں کی عدم دلچسپی کے اسباب پر بات کرتے ہوئے کہا کہ آج کے نوجوان زراعت میں دلچسپی نہیں لیتے کیونکہ آج کا نوجوان ٹیکنالوجی کی چمک دمک سے متاثر ہورہا ہے، زمین میں کام کرنے میں شرم محسوس کرتا ہے کیونکہ کسان کو دیگر طبقات سے کمتر سمجھا جاتا ہے۔ کسان اور مزدور طبقے کے بچوں کے لیے اسکول الگ ہیں، ہسپتال بھی الگ ہیں۔ جب نوجوان دیکھتا ہے کہ ایک انجینئر کو عزت دی جاتی ہے لیکن کسان کو نہیں دی جاتی تو وہ کھیتی باڑی کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ زراعت میں نوجوانوں کی عدم دلچسپی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حکومت کی طرف سے زرعی شعبے پر توجہ نہیں دی جاتی۔ حکومت بڑے سرمایہ داروں کو تو زرتلافی دیتی ہے لیکن کسانوں کو نظر انداز کرتی ہے۔ ہائبرڈ بیج بہت مہنگا ہے۔ جسے وافر پانی، کھاد اور اسپرے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان اخراجات کے نتیجے میں کسان مقروض ہو جاتا ہے۔ جب نوجوان دیکھتا ہے کہ اس کا باپ کھیتی باڑی کرکے بھی خالی ہاتھ ہے تو وہ دیگر آمدنی کے ذرائع کی طرف مائل ہوتا ہے۔ نوجوانوں کی زراعت میں عدم دلچسپی کی ایک اور وجہ ملک میں بنیادی نصاب میں زراعت کا شامل نہ ہونا بھی ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ ڈاکٹر بنے گا، انجینئر بنے گا لیکن کوئی یہ نہیں کہتا کہ وہ کسان بنے گا جو ہمارے لیے خوراک پیدا کرتا ہے۔ ہمارے نوجوانوں کو اس حوالے سے آگاہی نہیں دی جاتی۔ زراعت میں نوجوانوں کی عدم دلچسپی کی سب سے بڑی وجہ طبقاتی نظام ہے جس میں کسان مزدور استحصال کا شکار ہے اور پس رہا ہے۔

دوسرے سیشن کے آخری مقرر پی کے ایم ٹی ہری پور کے کارکن آصف خان نے پدر شاہی نظام پر بات کرتے ہوئے کہا کہ قدرت کے نظام میں بہت سی مخلوق ہیں جس میں سب سے افضل انسان ہے جس میں مرد و عورت دونوں شامل ہیں۔ پدر شاہی سرمایہ داری اور جاگیرداری سے بھی زیادہ ظالم نظام ہے اور ہم آج تک ان دونوں نظاموں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ جب تک ہم پدر شاہی کو ختم نہیں کرینگے تب تک ہم مرد بھی آزاد نہیں ہونگے۔ پدرشاہی ایسا نظام ہے جو مردوں نے مردوں کے لیے خود بنایا ہے۔ غلامی سے لیکر موجودہ پیداواری نظام تک جو کہ سرمایہ داری نظام ہے، نے پدر شاہی کو فروغ دیا ہے۔ دور غلامی کے خاتمہ کے بعد ہر نظام میں مرد ہی بااثر رہا ہے جس میں عورت کو

فیصلہ سازی کا اختیار نہیں تھا۔ پدر شاہی کا ذمہ دار مرد ہے لیکن مرد نے عورت کو بھی اس نظام کو مضبوط بنانے کے لیے اپنا حصہ دار بنالیا ہے، جیسے کہ ایک ماں بہو کے مقابلے میں اپنے بیٹے کی حمایتی بن جاتی ہے۔

عورت نہ ہی اپنی مرضی سے لباس پہن سکتی ہے نہ چل سکتی ہے بلکہ اس کی نقل و حرکت پر بھی نظر رکھی جاتی ہے۔ اسی طرح زیادہ بچوں کی پیدائش عورت کی صحت پر برا اثر ڈالتی ہے جس کی وجہ سے وہ کبھی بھی جسمانی طور پر مرد کا مقابلہ نہیں کرپاتی۔ یہ سارے عوامل عورت کو جسمانی و ذہنی طور پر کمزور کردیتے ہیں۔ دوسری طرف عورت نے خود کو بناؤ سنگھار سے آگے نہیں بڑھنے دیا۔ پدر شاہی کا خاتمہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک پیداواری وسائل پر عورتوں کا اختیار نہیں ہوگا۔ بیشک عورت کو اچھی تعلیم دلوادیں لیکن جب تک اس کے پاس وسائل نہیں ہونگے اس کو خود مختار نہیں بنایا جاسکتا۔ عورتوں کی خود مختاری کے لیے جب تک خود عورتیں میدان میں آنے کے لیے تیار نہیں ہوتیں ان تمام مسائل کا حل مشکل ہے۔

تیسرے سیشن کے آغاز میں ولی حیدر نے خوراک و زراعت کی بین الاقوامی کمپنیوں کے کردار اور ان کے انضمام پر بات کرتے ہوئے کہا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ پی کے ایم ٹی نے 2015 میں منظور کیے گئے بیج کے قانون کے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کیا ہوا ہے۔ وہ بیج کا قانون جو کسانوں سے بیج کا حق چھین کر بین الاقوامی کمپنیوں کو دیتا ہے اور کسانوں کی خود مختاری پر ڈاکہ ڈالتا ہے۔ اسی طرح پلانٹ بریڈرز رائٹس کا قانون بھی منظور ہوگیا ہے جو کہ بیج بنانے والوں کا قانون ہے۔ اس قانون کے مطابق کسان جو بیج پیدا کرتا ہے اس پر اس کا حق نہیں ہے، بلکہ بیج پیدا کرنا کمپنیوں کا کام ہے۔ اس قانون کے ذریعے ان بیجوں کو تحفظ حاصل ہوگا جو سرمایہ دار کمپنیاں منافع کے لیے بناتی ہیں۔ اس قانون سے صرف کمپنیوں کے بیجوں کا تحفظ ہوتا ہے، یعنی ہائبرڈ اور جینیاتی بیجوں کا تحفظ۔ اس سے ہمارے روایتی بیج کا تحفظ نہیں ہوتا۔ امیر سرمایہ دار ممالک کی ان کمپنیوں کا ہائبرڈ اور جینیاتی بیج سے منافع اتنا بڑھ گیا کہ ان کمپنیوں کی سالانہ آمدنی دنیا کے کئی ممالک کے بجٹ سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے بعد 80 کی دہائی میں ان کمپنیوں نے ایک دوسرے کو خریدنا شروع کیا۔ جب کوئی بڑی کمپنی چھوٹی کمپنی کو خرید لیتی ہے اسے مرجر یا انضمام کہتے ہیں۔ کہا یہ گیا کہ تحقیق و ترقی کے لیے کمپنیوں کا انضمام ضروری ہے۔ 1996 سے 2013 کے دوران 200 چھوٹی کمپنیاں ضم ہو کر دس کمپنیوں میں تبدیل ہو گئیں یعنی دو سو کمپنیوں کا کاروبار محدود ہو کر صرف دس کمپنیوں کا ہوگیا ہے۔ ان کمپنیوں میں کچھ کمپنیاں ایسی تھیں جو صرف کیمیکل (کیمیائی مادے) بناتی تھیں اور کچھ صرف بیج۔ ان کمپنیوں نے محسوس کیا کہ اگر دونوں کا ملاپ ہوجائے تو ان کے منافع میں مزید اضافہ ہوسکتا ہے۔ مثال کے طور پر راؤنڈ اپ ریڈی جو مونسانٹو کی جڑی بوٹیاں تلف کرنے والی دوا ہے، مونسانٹو کے بیج پر اسی دوا کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔ آج دنیا میں چھ کمپنیوں کا زرعی کاروبار 100 ارب ڈالر سالانہ سے بھی زیادہ کا ہے۔ ان کمپنیوں میں ڈاؤ، سنجنٹا، بائیر، مونسانٹو اور بی اے ایس ایف شامل ہیں۔ اب ان کمپنیوں کے انضمام کا ایک نیا سلسلہ شروع ہوگیا ہے اور دنیا کی یہ چھ کمپنیاں ضم ہوکر چار ہوگئی ہیں جو کہ طاقت اور سرمائے کا ارتکاز ہے۔ اب یہ زرعی کاروبار چھ کے بجائے چار کمپنیوں میں تقسیم ہوگا جن میں سے دو کا تعلق امریکہ سے ہے۔ بین الاقوامی زرعی کمپنیوں کے انضمام کی دوسری وجہ زیادہ سے زیادہ جینیاتی وسائل پر قبضہ ہے۔ اس وقت صرف سنجنٹا کے پاس ہی بیج کی 7,000 اقسام موجود ہیں، جس کے پاس جتنے جینیاتی وسائل ہونگے وہ اتنا ہی منافع کمائے گا۔ جینیاتی ٹیکنالوجی مزید بڑھے گی تو کاروبار میں مزید اضافہ ہوگا مثلاً کچھ کمپنیاں موسمی تبدیلی کو برداشت کرنے والے بیج بنارہی ہیں۔ جہاں خشک سالی ہے زیادہ درجہ حرارت برداشت کرنے والے بیج اور جہاں سیلاب ہے وہاں زیادہ پانی برداشت کرنے والے بیج تیار کیے جارہے ہیں۔ کچھ کمپنیاں کسانوں کو مواصلاتی سیارے کے ذریعے صرف یہ بتائیں گی کہ انہیں کتنی مقدار میں کھاد، پانی اور دیگر مداخل ڈالنے کی ضرورت ہے۔ اس طرح کی ٹیکنالوجی کی وجہ سے کسان کا روزگار نجی شعبہ کے ہاتھ میں چلا جائے گا جو اسے منافع کے حصول کے لیے استعمال کرے گا۔ یہ کمپنیاں ہی معیار طے کریں گی اور جہاں چاہیں گی کاروبار کرینگی یعنی یہ ساری طاقت امریکہ اور دیگر ترقی یافتہ صنعتی ممالک کی کمپنیوں کے پاس ہوگی۔ ہمیں ہرگز یہ محتاجی نہیں چاہیے، ہمیں اپنے کسانوں کا بیج چاہیے، ہمیں وہ بیج نہیں چاہیے جو ماحول کو تباہ کردے، ایسی کوئی ٹیکنالوجی ہمیں قبول نہیں جو ہمارے کسانوں کو بیروزگار کردے۔

تیسرے سیشن کے آخر میں پی کے ایم ٹی ضلع گھوٹکی کے کارکن راجہ مجیب نے موجودہ پاکستانی زراعت اور آئندہ کے لائحہ عمل کے موضوع پر بات کرتے ہوئے کہا کہ اس موضوع پر بارہا بات ہوئی ہے۔ ہم اس سے جڑے ہوئے ہیں اور یہ ہماری زندگی سے جڑی ہوئی بات ہے۔ ہماری جدوجہد کو دس سال ہوگئے ہیں اور ہم ایک دوسرے کو بتارہے ہیں کہ ہم جن مسائل کا شکار ہیں ہمیں ان کا حل نکالنا ہے۔ حکومت کی ترجیحات میں زراعت شامل نہیں اور اکثریت زرعی شعبے کو درپیش مسائل سے لاتعلق ہے۔ ہم انتظار میں ہیں کہ کمپنیاں آئیں اور ہمارے لیے کچھ کریں۔ اگر یہ کمپنیاں کچھ کرسکتیں تو 60 سے

70 سالوں میں کسان خوشحال نہیں ہوتے تو کم از کم خودکشی نہیں کرتے۔ پاکستان میں زراعت کے مسائل میں ایک اہم مسئلہ پانی کی کمی کا ہے اس کے باوجود ایسی فصلوں کی کاشت کو ترجیح دی جارہی ہے جن میں پانی زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ گنے کی پیداوار میں اضافہ ہوتا جارہا ہے جبکہ سندھ کے نو اضلاع میں چاول کی کاشت پر پابندی لگائی گئی ہے۔ چاول کی کاشت میں بھی زیادہ پانی استعمال ہوتا ہے۔ ہمارا زرعی ڈھانچہ تباہ ہوگیا ہے۔ جب حکومت سے ان مسائل کی وجہ سنیں تو کہتی ہے کہ ڈیم نہیں ہیں، کسانوں کو کاشت کے طریقے نہیں آتے، پیداوار منڈی تک نہیں پہنچ پاتی، حالانکہ اصل حقائق مختلف ہیں۔ اتنی بڑی زرعی معیشت ہونے کے باوجود ہم خوراک کی کمی کا شکار ہیں۔ ان تمام مسائل کا حل صرف کسان کے پاس ہے اور ان کے حل کے لیے پائیدار طریقہ زراعت اور زمین کا بٹوارہ ضروری ہے۔ ان دونوں مقاصد کے حصول کے لیے ہم نے پی کے ایم ٹی کی جدوجہد کو آگے بڑھانا ہے۔

پی کے ایم ٹی میلہ: جدوجہد کے دس سال

رپورٹ: روٹس فار ایکوٹی

اجلاس کے بعد لوک ورثہ، اسلام آباد میں پی کے ایم ٹی کی جدوجہد کے دس سال مکمل ہونے پر پی کے ایم ٹی میلہ منعقد کیا گیا جس میں ملک بھر کے مختلف اضلاع سے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں اور دیگر افراد نے شرکت کی۔ پی کے ایم ٹی میلہ میں نظامت کے فرائض ہری پور کے کارکن رحم نواز نے ادا کیے۔ پی کے ایم ٹی کے مرکزی رابطہ کار الطاف حسین نے تمام شرکاء کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ اس میلہ کے ذریعے ہم پی کے ایم ٹی کی جدوجہد کو دس سال مکمل ہونے پر جشن منارہے ہیں۔ پی کے ایم ٹی نے 2008 میں کسان سنگت کے نام سے اپنی جدوجہد کا آغاز کیا اور جب سے ہی پی کے ایم ٹی چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں کے پیداواری وسائل پر اختیار، پائیدار زراعت، خوراک کی خود مختاری اور پدرشاہی کے حوالے سے جدوجہد میں سرگرم ہے۔ میرا یقین ہے کہ ہم اسی طرح سے آگے بڑھتے رہیں گے اور ایک دن آئے گا جب ہمارا خواب شرمندہ تعبیر ہوگا۔ پی کے ایم ٹی کے کارکنان زیادہ سے زیادہ لوگوں کو ساتھ ملائیں اور تحریک میں لوگوں کو شامل کریں۔

دس سالہ جشن کے موقع پر پی کے ایم ٹی کے کسانوں کی جانب سے پائیدار طریقہ زراعت کے تحت کاشت کیے گئے دیسی بیجوں کی نمائش بھی کی گئی۔ نمائش میں ملک بھر کے مختلف علاقوں سے کئی اقسام کی فصلوں اور سبزیوں کے جمع کردہ بیج کسانوں میں مفت تقسیم کیے گئے۔ اس موقع پر روٹس فار ایکوٹی اور پی کے ایم ٹی کی مطبوعات کا بھی اسٹال لگایا گیا جس میں زمینی قبضہ، پدرشاہی، موسمی تبدیلی، کارپوریٹ زراعت اور عالمگیریت جیسے موضوعات پر مختلف تحقیق اور کتابیں رکھی گئی تھیں۔

پی کے ایم ٹی کی جانب سے ملک بھر کے مختلف اضلاع سے آئے ہوئے کسانوں نے پی کے ایم ٹی میلے میں اپنے علاقائی رقص و موسیقی کا بھی مظاہرہ کیا۔ کسان مزدور اور فنکاروں نے بانسری، رباب جیسے علاقائی سازوں پر فن کا شاندار مظاہرہ کیا۔ سندھ کے ضلع ٹنڈو محمد خان اور دیگر اضلاع سے شرکت کرنے والی کسان مزدور عورتوں نے بھی علاقائی رقص کا مظاہرہ کیا۔ میلے میں پی

کے ایم ٹی ضلع خیرپور کی جانب سے ایک تھیٹر کے ذریعے جاگیرداری نظام میں پسے ہوئے چھوٹے اور بے زمین کسانوں کے حالات زندگی کی بھرپور منظرکشی کی گئی اور دکھایا گیا کہ کس طرح جاگیردار جھوٹ، مکاری اور دھوکہ دہی سے غریب کسانوں کی زمین پر قبضہ کرتے ہیں۔ ناٹک میں چھوٹے اور بے زمین کسانوں کو یہ پیغام دیا گیا کہ وہ جاگیردار اور جاگیرداری نظام کے خلاف اکٹھے ہوکر لڑکر ہی اپنے حقوق حاصل کرسکتے ہیں جس کے لیے تنظیم سازی کی ضرورت ہے۔ ایک اور ناٹک ضلع ٹنڈو محمد خان کی کسان مزدور عورتوں کی جانب سے بھی دیہی مزدور عورتوں کو پیش آنے والے مسائل پر پیش کیا گیا۔ میلے کے اختتام پر پی کے ایم ٹی کا ترانہ بھی پیش کیا گیا جسے ملتان کے کارکن ظہور جوئیہ نے تیار کیا تھا۔ پی کے ایم ٹی کی جانب سے ہر ضلعی رابطہ کار کو پی کے ایم ٹی بیج بینک کے کاشت کردہ دیسی بیج بھی پیش کیے گئے۔ میلے میں ملک کے مختلف اضلاع سے آنے والے کسان مزدوروں کی جانب سے دیسی اور روایتی کھانے بھی شرکاء کو پیش کیے گئے۔ جس میں مکئی اور جوار کی روٹی کے ساتھ اچار، مکھن اور شہد وغیرہ شامل تھا۔ پی کے ایم ٹی صوبہ سندھ کے رابطہ کار علی نواز جلبانی نے اختتامی کلمات ادا کرتے ہوئے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔

دسواں سالانہ اجلاس: دوسرے دن کی کارروائی

دسویں سالانہ اجلاس کے دوسرے دن پی کے ایم ٹی کے آئین میں ترامیم کی حتمی منظوری بھی دی گئی جسے آئینی کمیٹی نے طویل مشاورت کے بعد سالانہ اجلاس میں جنرل باڈی کے سامنے گفت و شنید اور مشاورت کے لیے پیش کیا۔ پی کے ایم ٹی کے تمام حاضر کارکنان نے متفقہ طور پر آئین کی منظوری دی۔

پی کے ایم ٹی خیبر پختونخوا کا پانچواں سالانہ اجلاس

رپورٹ: روٹس فار ایکوٹی

پاکستان کسان مزدور تحریک، خیبر پختونخوا کا پانچواں صوبائی سالانہ اجلاس ''بول کہ لب آزاد ہیں تیرے: پی کے ایم ٹی کے دس سال، خوراک کی خودمختاری کی جدوجہد'' کے عنوان سے مورخہ 16 جولائی، 2017 گاؤں باغ ڈیری، ضلع لوئر دیر، خیبر پختونخواہ میں منعقد کیا گیا۔ اجلاس میں خیبر پختونخواہ کے مختلف اضلاع سے پی کے ایم ٹی کے کارکنان اور کسانوں نے شرکت کی۔ اجلاس میں نظامت کے فرائض پی کے ایم ٹی ضلع دیر کے نوجوان ساتھی نعمان شاہ اور ہری پور کے ساتھی طارق محمود نے انجام دیے۔ سالانہ صوبائی اجلاس میں پائیدار طریقہ زراعت پر کاشت کردہ دیسی بیجوں کا اسٹال بھی قائم کیا گیا جہاں پر کسانوں سے پائیدار طریقہ زراعت پر معلومات کا تبادلہ کیا گیا اور کسانوں کو بیج فراہم کیے گئے۔ صوبائی رابطہ کار پی کے ایم ٹی، خیبر پختونخوا فیاض احمد نے تمام اضلاع کے رابطہ کاروں، کسانوں اور دیگر شرکاء کو خوش آمدید کہا اور اجلاس میں شرکت پر ان کا شکریہ ادا کیا۔

پی کے ایم ٹی ضلع گھوٹکی کے کارکن راجہ مجیب نے پاکستان کسان مزدور تحریک کی دس سالہ جدوجہد پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ہماری اس تحریک کو دس سال مکمل ہوگئے ہیں اور اس سال ہم ''دس سالہ تقریبات'' منارہے ہیں۔ آج یہ تحریک ملک بھر میں 14 اضلاع میں موجود ہے جہاں دیہات میں چھوٹے اور بے زمین کسان مزدور ہمارے کارکن ہیں۔ ملک میں اکثریت کسانوں پر مشتمل ہے جو خوراک اگاتے ہیں، لیکن جو خود خوراک پیدا کررہے ہیں وہی بھوک اور غربت کا شکار ہیں۔ خوراک پیدا کرنے والا بھوک کا شکار کیوں ہے؟ اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ کسان کو بیج اور کھاد کی مد میں بھاری اخراجات کرنے پڑتے ہیں اس وجہ سے وہ نقصان کا شکار ہے۔ کسان قرض میں ڈوبا ہوا ہے اور فائدہ بیج اور کھاد بنانے والی کمپنیوں کو ہورہا ہے۔ کمپنی کے بیج، زہر، کیمیائی کھاد استعمال کرکے جو خوراک کسان گھر لے کر آتا ہے وہ بھی زہر آلودہ ہوتی ہے۔ اس زہر آلود خوراک سے کسانوں میں بیماریاں ہورہی ہیں جن کا وہ علاج کرانے کی بھی سکت نہیں رکھتے۔ ملک میں صرف 11 فیصد زمیندار 45 فیصد زرعی زمین پر قابض ہیں جو کہ ملک میں جاگیرداری کی بنیاد ہے۔ ان ہی مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے آج سے دس سال پہلے پاکستان کسان سنگت کے نام سے جدوجہد کا آغاز کیا جو آج پاکستان کسان مزدور تحریک کی صورت آپ کے ساتھ ہے۔

پی کے ایم ٹی، خیبر پختونخوا کے رابطہ کار فیاض احمد نے اجلاس میں صوبائی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ پاکستان کسان مزدور تحریک صوبے کے پانچ اضلاع مانسہرہ، ہری پور، پشاور، دیر اور چارسدہ میں کام کررہی ہے۔ آج ہمارا سال 2017 کا سالانہ صوبائی اجلاس ہورہا ہے اور اس سے پہلے صوبائی کور گروپ کے دو اجلاس ہوچکے ہیں۔ بیج بینک پر بھی کام شروع کرنے کا فیصلہ ہوچکا ہے اور آئندہ ہر ضلع ایک کنال زمین فراہم کرے گا جس پر ایک بیج بینک قائم ہوگا۔ صوبے میں عورتوں کے ساتھ کام کو آگے بڑھانے کے لیے ضلع ہری پور اور ضلع دیر میں عورتوں کے تربیتی پروگرام بھی جاری ہیں۔ اس کے علاوہ ہری پور میں پولیٹکل ایجوکیشن پروگرام (پیپ) کا بھی انعقاد کیا گیا۔

''پدرشاہی نظام اور وینا'' کے موضوع پر بات کرتے ہوئے ولی حیدر کا کہنا تھا کہ یہ ہمارے لیے المیہ ہے کہ پدرشاہی نظام پر بات کرنے کے لیے ایک مرد کو بلایا گیا ہے۔ ایسا نہیں کہ اس موضوع پر بولنے کے لیے کوئی عورت نہیں ہے مگر آج ان کی عدم دستیابی کی وجہ سے مجھے بولنا پڑ رہا ہے۔ اس معاشرے میں عورت کو نمائش کے لیے تو سامنے لایا جاسکتا ہے مگر بات جب فیصلہ سازی کی ہو تو یہ پدرشاہی نظام خود اس عورت کو روکتا ہے۔ عورت کا ہر شعبے میں کردار ادا کرنا اور اپنی زندگی کا فیصلہ کرنا اس کا بنیادی حق ہے۔ ایک عورت نے ہی ہمیں جنم دیا اور ہم اپنی عورت کی عزت اس حد تک کرتے ہیں کہ وہ ہم سے اپنا حق نہ مانگے۔ اس کی ایک مثال ہندو برادری سے تعلق رکھنے والی وینا ارجن کی ہے جس نے اپنی زندگی پی کے ایم ٹی کے لیے وقف کردی تھی۔ وینا نے خاندان کی مخالفت کے باوجود نہ صرف پی کے ایم ٹی میں شمولیت اختیار کی بلکہ اپنی قائدانہ صلاحیت سے نئے راستے بھی پیدا کیے۔ پی کے ایم ٹی کی پہلی خاتون مرکزی رابطہ کار وینا ارجن کھیتوں میں کام کرنے کے علاوہ گھریلو صنعت میں مشکل ترین کام کرنے والی عورتوں کے حقوق کی نمائندہ آواز تھیں۔ وینا نے سندھ اور پنجاب میں کھیتوں میں کام کرنے والی کسان مزدور عورتوں پر ہونے والے ظلم کے خلاف آواز اٹھائی جنہیں رسمی مزدور تسلیم نہیں کیا جاتا اور نہ ہی انہیں پوری اجرت دی جاتی ہے۔ پی کے ایم ٹی نے کسان مزدور عورتوں کے اس حق کا بیڑا اب تک اٹھا رکھا ہے۔

اس ملک کی آدھی آبادی عورتوں پر مشتمل ہے۔ اگر ہم ان کی آواز نہیں سنیں گے، انہیں آگے نہیں لائیں گے، فیصلہ سازی میں شریک نہیں کریں گے، انہیں تعلیم نہیں دیں گے تو آج جو ہمارا حال ہے اس سے بھی بدتر ہو جائے گا۔ عورت کو بند کرکے اور تعلیم سے محروم رکھ کر ہم کس طرح جدید ترقی کا خواب دیکھ سکتے ہیں۔

پی کے ایم ٹی کے مرکزی رابطہ کار الطاف حسین نے پانی اور فصلوں کی قیمت کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے کسانوں کو اس وقت زراعت میں بڑے مسائل کا سامنا ہے۔ زراعت کے لیے زمین ضروری ہے، اس کے بعد بیج اور پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ کے پی کے میں زیادہ تر زمین بارانی ہے، پہلے وقتوں میں بارشیں عموماً وقت پر ہوتی تھیں اور فصلیں بھی شاندار ہوتی تھیں لیکن اب بارشیں وقت پر نہیں ہوتیں۔ اس موسمی تبدیلی کے پیچھے ہماری کوتاہیاں بھی ہیں جیسے کہ جنگلات کی کٹائی۔ جنگلات کے ذریعے ہی بارش کا پانی زمین میں جمع ہوتا ہے اور سال بھر ہمیں یہ پانی چشموں کی صورت ملتا ہے۔ ان جنگلات سے دیگر مخلوق بھی وابستہ ہیں جن میں طرح طرح کے کیڑے مکوڑے، چرند پرند اور جانور شامل ہیں۔ جب ہم درخت کاٹتے ہیں تو ان مخلوقات کا خاتمہ تو ہوتا ہی ہے، پانی کے چشمے بھی ختم ہو جاتے ہیں۔ جنگلات کم ہونے کی وجہ سے بارش کا پانی زمین میں جذب نہیں ہوتا اور یہی پانی سیلابی شکل اختیار کرکے زمینی کٹاؤ، فصلوں کی تباہی اور سیلاب کا باعث بنتا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ ہماری 25 فیصد زمین پر جنگلات ہوں لیکن اس وقت چار فیصد سے بھی کم رقبے پر جنگلات موجود ہیں۔

صاف خوراک ہمارا حق اور ہماری ذمہ داری کے موضوع پر بات کرتے ہوئے ڈاکٹر عبداللہ کا کہنا تھا کہ جو کچھ ہم اگا رہے ہیں اور کھا رہے ہیں اس میں بہت زیادہ یوریا اور دیگر کیمیائی کھادوں کا استعمال ہوتا ہے۔ ان کیمیائی اجزا کی مقدار ہمارے جسم میں بھی بڑھ جاتی ہے جس سے ہمارے

گردے متاثر ہوتے ہیں۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ اب ہمارے چودہ، پندرہ سال کے بچے بھی اس مرض کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس آلودہ خوراک کے استعمال سے جگر بھی خراب ہوتا ہے۔ ہیپاٹائٹس اے، بی، سی جیسے امراض میں اضافہ ہو رہا ہے جسے کالا یرقان بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی بیماریوں میں اضافے کی وجہ ہماری یہ خوراک ہے جسے ہم خود اگا رہے ہیں۔ ان تمام مسائل سے بچاؤ صرف اور صرف پائیدار اصولوں پر صاف خوراک کی پیداوار اور اس کا استعمال ہے۔

پی کے ایم ٹی خیبر پختونخوا کے کارکن طارق محمود نے پائیدار زراعت اور صاف خوراک کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا کہ 1960 کی دہائی میں ملک میں سبز انقلاب کی پالیسی متعارف کروائی گئی جس کے نتیجے میں کھاد، بیج، اسپرے وغیرہ کا بے تحاشہ استعمال شروع ہوا۔ اس وقت یہ نعرہ لگایا گیا کہ اس ٹیکنالوجی سے زیادہ خوراک پیدا ہوگی لیکن اس کے نقصانات پر توجہ نہیں دی گئی۔ اس کیمیائی کھاد اور اسپرے کی وجہ سے بہت سی بیماریاں جس میں کینسر بھی شامل ہے، تیزی سے بڑھ رہی ہیں۔ ہمارے بزرگوں کی صحت اب بھی ہمارے مقابلے میں اچھی ہے۔ 70 کی دہائی سے پہلے یہ بیماریاں عام نہیں تھیں کیونکہ اس وقت خوراک صاف تھی۔ زیادہ پیداوار کی لالچ میں ہم نے کیمیائی کھاد اور اسپرے کو اپنایا، پیداوار تو کچھ زیادہ ہوئی مگر ہم نے اس سے کہیں زیادہ پیسہ بیماریوں کے علاج پر خرچ کردیا جو ان ہی کمپنیوں کے پاس گیا کیونکہ کمپنیاں ہی ان بیماریوں کی ادویات بھی تیار کرتی ہیں۔ آج ہم نے عہد کرنا ہے کہ پائیدار طریقہ زراعت کے تحت صاف خوراک کی پیداوار کو ممکن بنانا ہے، اپنے بیج کو بڑھانا اور کمپنیوں کو بھگانا ہے۔ اپنے زور بازو سے پی کے ایم ٹی اور اپنی طاقت کو بڑھانا ہے۔

موسمی انصاف اور قدرتی وسائل پر عوامی اختیار کے موضوع پر بات کرتے ہوئے پی کے ایم ٹی ہری پور کے کارکن آصف خان نے کہا کہ موجودہ پیداواری نظام جسے سرمایہ داری نظام کہا جاتا ہے کوئلہ اور تیل پر چلتا ہے جس کا مقصد صرف اور صرف منافع کمانا ہے، دنیا کی ترقی اور فلاح اس نظام کا منشور نہیں ہے۔ جب اس نظام میں منافع کی خاطر تیل، گیس اور کوئلہ استعمال ہوتا ہے تو اس سے بہت سی نقصاندہ گیسیز پیدا ہو کر فضا میں شامل جاتی ہیں جن سے دنیا کا درجہ حرارت بڑھ رہا ہے اور موسمی تبدیلی رونما ہورہی ہے۔ ہمارے دریا اور سمندر اس وقت شدید آلودگی کا شکار ہیں، سمندری حیات ختم ہو رہی ہیں۔ جنگلات کاٹے جارہے۔ جنگل ایک پوری زندگی ہے، اگر جنگل نہ رہے تو کائنات کو کیسے بچایا جاسکتا ہے۔ کھیت اور خوراک لازم وملزوم ہیں، غیر پائیدار زراعت، کاربن گیس کا اخراج اور جنگلات کی کٹائی جاری رہی تو موسمی بحران شدید صورت اختیار کر جائے گا پھر نہ کھیت رہیں گے نہ خوراک۔

منافع کی بنیاد پر اس سرمایہ دارانہ طرز پیداوار میں رکازی ایندھن کے بے دریغ استعمال سے بڑے پیمانے پر موسمی تبدیلی ہورہی ہے۔ ہمارے گلیشیئر پگھل رہے ہیں، سیلاب آرہے ہیں جس سے غریب آبادیوں کو نقصان ہوتا ہے، گھر اور فصلیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ اسی لیے ہمارا مطالبہ ہے کہ یورپ، امریکہ اور جی-7 ممالک جو اس موسمی بحران کے ذمہ دار ہیں، ہمارے نقصانات کا ازالہ کریں۔ ہم موسمی انصاف کا مطالبہ کرتے ہیں۔

پی کے ایم ٹی پنجاب کا پانچواں سالانہ اجلاس

رپورٹ: روٹس فار ایکوٹی

پاکستان کسان مزدور تحریک پنجاب کا پانچواں سالانہ صوبائی اجلاس ”بول کہ لب آزاد ہیں تیرے: پی کے ایم ٹی کے دس سال، خوراک کی خود مختاری کی جدوجہد“ کے عنوان سے مورخہ 28 دسمبر، 2017 لاہور میں منعقد کیا گیا۔ اجلاس میں مختلف اضلاع سے پی کے ایم ٹی اراکین اور کسانوں نے شرکت کی۔ اجلاس میں نظامت کے فرائض پی کے ایم ٹی پنجاب کے کارکن محمد صابر اور اللہ دتہ نے ادا کیے۔ پی کے ایم ٹی پنجاب کے صوبائی رابطہ کار مقصود احمد نے تمام شرکاء کو اجلاس میں خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ پورے ملک میں کسانوں اور مزدوروں کے حالات زندگی سخت مشکل ہیں جس کی وجہ جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام ہے جس سے ہم نکل نہیں رہے۔ اسی لیے آج ہم اس تحریک کے پلیٹ فارم پر جمع ہیں جو چھوٹے اور بے زمین کسانوں کی تحریک ہے جس کا نام پی کے ایم ٹی ہے۔ یہ تحریک جاگیرداری، سرمایہ داری نظام کے خاتمے کے لیے کسانوں کو منظم کرتی ہے۔

پی کے ایم ٹی ضلع گھوٹکی، سندھ کے کارکن راجہ مجیب نے ملک کے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں کے حالات اور پی کے ایم ٹی کی جدوجہد پر بات کرتے ہوئے کہا کہ ملک بھر میں کسان ظلم و استحصال کا شکار ہیں۔ کسان سب سے زیادہ کام کرتا ہے جس کی کوئی چھٹی بھی نہیں ہوتی اس کے باوجود اس کے حالات خراب ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی بھی سیاسی جماعت ملک کے کسان مزدوروں کے حالات بہتر بنانے کے لیے کام نہیں کررہی اور نہ ہی یہ جماعتیں ہمارے حالات بدلیں گی۔ پی کے ایم ٹی کے کسانوں نے یہ بیڑا اٹھایا ہے اور اپنے حالات بدلنے کے لیے تحریک بنائی ہے جس میں کسان مل کر

اپنے حالات کو بدلنے کی جدوجہد کرتے ہیں۔ کسان کے پاس بہت طاقت ہے، ان کے پاس زراعت کا علم ہے جسے کمپنیاں استعمال کرتی ہیں۔ کسانوں کے حالات بدل سکتے ہیں اگر وہ کمپنیوں کے بجائے اپنے لیے اگانا شروع کریں۔ جیسے کہ ہمارے کسان بہت زیادہ گنا کاشت کررہے ہیں جس کی مناسب قیمت کارخانہ دار ادا نہیں کرتا۔ اگر کسان جائز قیمت کا مطالبہ کریں تو انہیں ڈنڈے مارے جاتے ہیں۔ اگر یہی کسان گنا لگانا چھوڑ دیں تو یہ چینی کے کارخانے بند ہو جائیں گے۔ گنے جیسی نقدآور فصلوں کی وجہ سے غذائی فصلوں کی پیداوار کم ہوگئی ہے۔ اگر کسان کھیتی نہ کرے تو شہر والے اور کمپنیوں والے کیا کھائیں گے؟

اس موقع پر پی کے ایم ٹی سندھ کے رابطہ کار علی نواز جلبانی نے کہا کہ ملک بھر کے کسانوں کے مسائل ایک جیسے ہیں، کسانوں کی اکثریت زمین سے محروم ہے۔ انگریز اپنے چمچوں کو زمین دے کر جاگیردار بنا کر چلا گیا جو آج تک ہم پر حکمرانی کررہے ہیں۔ سندھ میں کسانوں کے حالات بہت خراب ہیں جہاں جاگیرداروں کے پاس ہزاروں ایکڑ زمین ہے اور کسان ایک غلام کی طرح ان زمینوں پر کام کرنے پر مجبور ہے۔ اب زیادہ تر نقدآور فصلیں کاشت کی جارہی ہیں اور زمین کا زیادہ تر کام بھی مشین سے کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے کسان بے روزگار ہو رہے ہیں اور نقل مکانی کررہے ہیں۔ دوسری طرف جنگلات ختم کیے جارہے ہیں اور زرعی زمینوں پر بڑی بڑی رہائشی کالونیاں تعمیر کی جارہی ہیں جو کسانوں کو مزید بھوک اور غربت میں دھکیلنے کے مترادف ہے۔ جاگیرداری نظام کے شکنجے میں جکڑے کسان بھوک، غربت اور بیروزگاری کے دلدل میں دھنستے جارہے ہیں۔ اس دلدل سے نکلنے اور اپنے مسائل کے حل کے لیے ہمیں آپس میں اتفاق کرنا ہوگا اور پی کے ایم ٹی میں شامل ہو کر جدوجہد کرنی ہوگی تاکہ ہم اپنا حق لے سکیں۔

صوبائی رابطہ کار کے پی کے فیاض احمد نے کہا کہ کسانوں کے مسائل کے حل کے لیے سیاسی تعلیم کی اشد ضرورت ہے تاکہ کسانوں کو معلوم ہو اور اس سیاست کا پتا چلے کہ ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ خیبر پختونخوا میں کسانوں کو زرعی زمینوں سے بیدخل کیا جارہا ہے۔ کسانوں سے زمین چھین کر اس پر کارخانے قائم کیے جارہے ہیں اور کہیں سڑکوں کی تعمیر کے لیے زمینی قبضہ ہو رہا ہے۔ ہم کے پی کے میں کسان مزدوروں کو منظم کررہے ہیں اور پی کے ایم ٹی کے اراکین کی تعداد بڑھانے کے لیے کام جاری ہے۔ سب سے پہلے ہمیں اپنے مسائل اور مشکلات کے حل کے لیے جڑنا ہوگا، ایک ہونا ہوگا۔ ہم تعداد میں کہیں زیادہ ہیں مگر ہمیں غلام بنایا جارہا ہے۔ اس سیاست کو سمجھنا ہوگا اور مل کر اس کے خلاف جدوجہد کرنی ہوگی ورنہ ہماری آنے والی نسلیں ہمیں معاف نہیں کریں گی۔

پی کے ایم ٹی پنجاب کے رابطہ کار مقصود احمد نے سالانہ صوبائی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ اس سال پنجاب میں دو پیپ ہوچکے ہیں، صوبہ سندھ کے کسانوں نے پنجاب میں بیج بینک کا دورہ بھی کیا جبکہ پی کے ایم ٹی پنجاب کے کسانوں نے بھی معلوماتی دورے کیے ہیں۔ ملک بھر کی طرح صوبہ پنجاب میں بھی کسان زمین سے محروم ہیں اس کے باوجود حکومت کئی دہائیوں سے رکھ عظمت والا، راجن پور میں آباد کسانوں کو زمین سے بیدخل

کررہی ہے جس کے خلاف پی کے ایم ٹی نے احتجاج بھی کیا۔ عورتوں کے عالمی دن کے موقع پر ملتان میں جلسہ بھی منعقد کیا گیا۔ روایتی بیجوں کے تحفظ اور خوراک کی خودمختاری کے لیے پی کے ایم ٹی کے کسانوں نے صوبے میں چھ بیج بینک قائم کیے ہیں۔ صوبائی رپورٹ کے بعد صوبہ پنجاب کے ضلعی رابطہ کاروں کی جانب سے ضلعی رپورٹ بھی پیش کی گئی۔

پنجاب میں جاری زمینی قبضے پر بات کرتے ہوئے پی کے ایم ٹی ضلع راجن پور کے کارکن کبیر خان نے کہا کہ ان کے علاقے جام پور میں 1922 سے کسان آباد ہیں جنہوں نے بنجر زمین کو قابل کاشت بنایا، اب بجائے اس کے کہ اس زمین کے انہیں مالکانہ حقوق دیے جائیں پنجاب حکومت اس زمین پر قبضہ کررہی ہے۔ ہماری زمین، ہماری فصلوں کو ختم کیا گیا لیکن کسی سیاسی جماعت نے ہماری مدد نہیں کی اور نہ ہی ذرائع ابلاغ نے ہمارے لیے آواز اٹھائی ۔ اب ہمارے کسان ہی ہماری مدد کریں گے۔ ان اسمبلیوں میں بھی سارے جاگیردار اور سرمایہ دار ہی ہیں۔ ہم کسان ایک ہو جائیں تو یہ ظالم لوگ ہمارا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ پی کے ایم ٹی ملتان کے کارکن محمد سلیم نے تحریک میں نوجوانوں کے کردار پر بات کی اور چاچا صادق نے کچے کے علاقے کے مسائل کو اجاگر کیا۔

پی کے ایم ٹی ضلع ساہیوال کے رابطہ کار ظہور احمد نے کہا کہ ان کے علاقے میں 1,200 ایکڑ زمین پر کوئلے سے چلنے والا بجلی گھر قائم کیا گیا ہے۔ نہ تو اس علاقے میں کوئلہ نکلتا ہے اور نہ ہی وہ زمین بنجر تھی جس پر یہ بجلی گھر قائم کیا گیا۔ یہ بہت زرخیز زرعی زمین تھی جو بہت کم قیمت پر کسانوں سے خریدی گئی۔ یہ بجلی گھر 1.8 بلین ڈالر کی لاگت سے تعمیر کیا گیا جو انتہائی مہنگا ہے حالانکہ اس سے کہیں سستی بجلی پانی سے بنائی جاسکتی ہے۔ ایسے ماحول اور عوام دشمن منصوبوں کی وجہ سے موسمی تبدیلی رونما ہورہی ہے، گرمی بڑھ رہی ہے اور اب اسموگ یعنی آلودہ دھند نے بھی پنجاب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے جس سے عوام متاثر ہورہے ہیں۔ ان مسائل پر ہمیں ہی سوچنا ہوگا۔ ان کارخانوں کی وجہ سے ہماری زمین چھینی جارہی ہے، ہمارا ماحول خراب ہو رہا ہے اور عوام کی صحت بھی خراب ہو رہی ہے۔ ان تمام مسائل کے حل کے لیے ہمیں آپس میں اتحاد کرنا پڑے گا۔

ڈاکٹر عذرا طلعت سعید نے تحریک اور مزاحمت کے موضوع پر بات کرتے ہوئے کہا کہ پی کے ایم ٹی ایک تحریک ہے۔ تحریک وہاں جنم لیتی ہے جہاں ظلم ہوتا ہے، بھوک ہوتی ہے، جہاں تعلیم اور صحت نہیں ہوتی۔ ہمارا کسان مزدور طبقہ اس ظلم و جبر کا شکار ہے کیونکہ اس کے پاس وسائل نہیں ہیں۔ کوئی بھی تحریک کسان اور مزدور کے بغیر ناممکن ہے۔ کوئی بڑا آدمی تحریک نہیں چلا سکتا کیونکہ اجتماعی صلاحیت مزدور طبقے کے پاس ہی ہے۔ تحریک کو زندہ رہنے کے لیے اتحاد اور ظلم کے خلاف شدید جذبات کی ضرورت ہوتی، اس کے بغیر نہ تحریک چل سکتی اور نہ ہی حالات بدل سکتے ہیں۔ ہماری تحریک کی راہ میں دو رکاوٹیں ہیں جس کی وجہ سے ہماری رفتار سست ہے۔ ایک رکاوٹ ہمارے اندر کی ہے اور ایک باہر کی۔ باہر کی رکاوٹ، جاگیردار، سرمایہ دار اور افسر شاہی ہے جو ہم پر ظلم کرتی ہے جبکہ اندر کی رکاوٹ ہم خود ہیں جو ظلم کرنے والے کی عزت کرتے ہیں، سرمایہ دار اور سیاسی جماعت کے لوگوں کو عزت دار سمجھتے ہیں اور ان کی تابعداری کرتے ہیں۔ کسان مزدور طبقہ کیوں اس ظالم طبقہ کے پیچھے ہے، کیا یہ ہمیں کھانے کو دیتے ہیں؟ یہ تو الٹا ہم سے ہمارے بچوں سے خوراک کا حق بھی چھین لیتے ہیں۔

ہم سب کسان مزدور ایک ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ یہ ملک ترقی کرے ہمارے بچے پڑھیں، ہمیں انصاف ملے۔ پھر ہم تقسیم کیوں ہیں؟ کیونکہ سرمایہ دار اور جاگیردار ہمارے درمیان پھوٹ ڈالتے ہیں اور ہمیں آپس میں لڑاتے ہیں۔ پی کے ایم ٹی کے آئین میں رنگ، نسل، مذہب اور ذات کا فرق نہیں کیا جاتا۔ ہم اس طبقے میں فرق کرتے ہیں جو ظلم و استحصال کرتا ہے اور جو لوگ اس ظالم طبقے کا ساتھ دیتے ہیں وہ بھی ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔ ہمیں اس استحصال اور ظلم کرنے والے طبقے کے خلاف مزاحمت اور اپنے حق کے لیے کھڑا ہونا ہے، اپنی عزت اور وقار کے لیے کھڑے ہونا ہے۔ خدا نے ہمیں انسان بنایا ہے اور ہم نے انسانی وقار کے ساتھ زندہ رہنا ہے۔

آزاد تجارت کے زراعت پر اثرات

تحریر: محمد رمضان ناصر

آزاد تجارت کیا ہے؟ آزاد تجارت سرمایہ داری نظام کی جدید شکل ہے جسے نیو لبرل ازم بھی کہا جاتا ہے۔ آزاد تجارت سرمایہ داروں کے لیے آسانی پیدا کرتی ہے کہ وہ خام مال، سستے مزدور کے حصول اور اپنی پیداوار یا اشیاء فروخت کرنے کے لیے منافع بخش منڈیوں تک رسائی حاصل کرسکتے ہیں۔ آزاد تجارت کے زراعت اور چھوٹے و بے زمین کسان مزدوروں پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ آزاد تجارت پر مبنی پالیسیوں کی وجہ سے ہی آج ہمارا کسان مہنگے غیر ملکی بیج، کھاد، زہریلے اسپرے جیسے مداخل استعمال کرنے پر مجبور کردیا گیا ہے جس سے یہ مداخل بنانے والی کمپنیاں تو منافع کماتی ہیں لیکن کسان کی پیداواری لاگت بڑھ جاتی ہے اور اس کی آمدنی ان مداخل کی خریداری پر ہی خرچ ہو جاتی

ہے۔ دوسری طرف آزاد تجارتی پالیسیوں کی ہی وجہ سے مقامی منڈیوں میں غیر ملکی اشیاء کی بھرمار ہو جاتی ہے جس سے براہ راست کسان ہی متاثر ہوتا ہے۔ بھارت سے سستے آلو اور دیگر اشیاء کی برآمد اس کی ایک روشن مثال ہے کیونکہ وہاں حکومت اپنے کسانوں کو مراعات دیتی ہے جبکہ ہماری حکومت زرعی مداخل پر ٹیکس عائد کرتی ہے جس سے کسان متاثر ہوتا ہے۔

پچھلے کئی سالوں سے حکومت پنجاب سرمایہ دار کمپنیوں کے ساتھ ملکر پاکستانی زراعت میں سرمایہ دارانہ پالیسیوں کو فروغ دے رہی ہے۔ ہماری فصلوں میں بہت تیزی سے تبدیلی آرہی ہے۔ پہلے پنجاب میں زیادہ تر کپاس اور گندم کاشت کی جاتی تھی لیکن اب کچھ سالوں سے تبدیلی دیکھنے میں آرہی ہے۔ اب کپاس کی کاشت کم ہورہی ہے اور اس کی جگہ مکئی اور گنے کو فروغ دیا جارہا ہے۔ کپاس کی پیداوار کم ہونے سے ہماری کپڑے کی صنعت پر بھی منفی اثر پڑرہا ہے جس سے بڑے پیمانے پر مزدور جڑے ہیں۔ اس کے علاوہ کپاس کی چنائی کرنے والی مزدور عورتوں کا روزگار بھی اسی فصل سے جڑا ہے۔ کپاس کی پیداوار کم ہونے سے ان مزدور عورتوں کی آمدنی بھی بہت کم ہو جائیگی۔ مکئی اور گنے کی پیداوار میں اضافہ اس لیے کیا جارہا ہے کہ ان دونوں فصلوں سے ایندھن یا تیل حاصل کیا جارہا ہے۔ دراصل مکئی کا بیج کچھ خاص کمپنیوں کے ہاتھ میں ہے جن میں پایونیئر اور سنجنٹا جیسی کمپنیاں شامل ہیں۔ ملک میں ان غیر ملکی بیج کمپنیوں کے کاروبار کو بڑھانے کے لیے اس فصل کو فروغ دیا جارہا ہے۔

گنے کی کاشت کو بھی بڑے پیمانے پر فروغ دیا جارہا ہے۔ عام خیال ہے کہ گنے سے چینی بنائی جاتی ہے لیکن اب موسمی تبدیلی سے نمٹنے کے لیے تیل اور کوئلے کا استعمال کم کرنے کے لیے گنے سے ہی نباتاتی ایندھن (ایتھنول) پیدا کیا جارہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب غذائی فصلوں کی پیداوار کم کرکے بائیو گیس اور نباتاتی ایندھن فراہم کرنے والی فصلوں کو فروغ دیا جارہا ہے تاکہ بین الاقوامی منڈی کی ضروریات پوری کی جاسکے۔

حکومت پنجاب کی نیو لبرل پالیسیوں کے تحت ہی کہا جارہا ہے کہ گندم نہ لگائیں۔ اس کی جگہ کنولا اور سورج مکھی کاشت کریں۔ ان فصلوں کے بیج بھی امریکی کمپنیوں کے پاس ہی ہیں جن کے کاروبار کو منافع فراہم کرنے کے لیے سورج مکھی اور کنولا کی کاشت پر کسانوں کو 5,000 روپے زرتلافی کا لالچ دیا جارہا ہے۔ یہ دونوں فصلیں کاشت کرنے سے کسانوں کو نقصان ہوسکتا ہے کیونکہ اگر کسان ایک یا دو سال گندم کاشت نہیں کریں گے تو ان کے پاس محفوظ بیج خراب جائے گا۔ جب کچھ سالوں میں گندم کا ذخیرہ ختم ہوگا اور کسان گندم کاشت کرنا چاہیں گے تو ان کے پاس گندم کا بیج نہیں ہوگا اور کسانوں کو گندم کی کاشت کے لیے پھر سے غیر ملکی بیج خریدنا پڑے گا۔ گندم کے نئے جینیاتی بیج پر پہلے ہی تحقیق جارہی ہے جسے عام کرنے کے لیے کسانوں کے اپنے بیج ختم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ گندم کے بیج سے محرومی کی صورت میں کسان اپنی بنیادی خوراک سے بھی محروم ہو جائیں گے۔ جس طرح آج گلگت میں گندم کاشت نہیں کی جارہی ہے اور غذائی ضرورت کے لیے پنجاب سے گندم بھیجی جاتی ہے، اسی طرح کل پورا پاکستان گندم کے لیے امریکہ یا دوسرے ملک کا محتاج ہوسکتا ہے جبکہ پاکستان امیر سرمایہ دار ممالک کے لیے تیل اور بائیو گیس پیدا کررہا ہوگا۔ ان حکومتی پالیسیوں کے نتیجے میں ہم کپاس اگائیں یا گندم، کنولا یا سورج مکھی، ہمارے کسان کمپنیوں کے محتاج ہوتے ہیں۔ اسی لیے پی کے ایم ٹی کا نعرہ ہے کہ اپنا بیج اگائیں گے کمپنیوں کو بھگائیں گے۔ ہمیں اپنا بیج ہر حالت میں محفوظ کرنا ہے تاکہ زراعت میں ان کمپنیوں کے کردار کا خاتمہ کیا جاسکے۔ ان کمپنیوں کے کردار کا خاتمہ ہی ہمارے غذائی تحفظ اور خوراک کی خودمختاری کا ضامن ہوگا۔

شہد کی مکھیوں کی نسل کشی

تحریر: بختیار زیب

آج سے کچھ سال قبل تک مالاکنڈ ڈویژن، خیبر پختونخوا کے کئی اضلاع مثلاً لوئر دیر، اپر دیر، سوات چترال، بونیر، شانگلہ میں قدرتی طور پر گھروں میں شہد کی مکھیاں پلتی تھیں۔ شہد کی مکھیاں سال میں دو دفعہ شہد دیتی ہیں جو مقامی لوگوں کا اہم ذریعہ معاش بھی ہے۔ منڈی میں اب شہد 3,000 روپے فی کلو فروخت ہوتا ہے۔ پہلے تقریباً ہر گھر میں شہد کی مکھیاں پائی جاتی تھیں جن سے حاصل ہونے والے شہد سے غریب گھرانوں کو آمدنی حاصل ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ یہ شہد گھر میں بطور دوا بھی استعمال کیا جاتا ہے جس میں ہر قسم کی بیماریوں کے لیے شفاء ہے۔ بدقسمتی سے جب سے انسان نے قدرت کے کاموں میں دخل اندازی شروع کی ہے اور صنعتی زراعت کا آغاز کیا جس کے تحت ہائبرڈ بیج، کیمیائی کھاد، کیمیائی ادویات اور مشینوں سے پیداوار شروع ہوئی ہے شہد کی مکھیاں ختم ہوتی جارہی ہیں۔ شہد کی مکھیاں اپنی خوراک کے حصول کے لیے تقریباً پانچ کلو میٹر دور تک جاتی ہیں اور پھولوں سے رس چوس کر شہد تیار کرتی ہیں۔ شہد کی مکھیاں جب کیمیائی اسپرے کیے گئے پھول پودوں سے رس چوستی ہیں تو اسی زہر کی وجہ سے مرجاتی ہیں۔ ان مکھیوں کے ساتھ ساتھ دیگر حشرات بھی اس زہر سے ہلاک ہو جاتے ہیں جو ہمارے لیے اور فصلوں کے لیے مفید ہوتے ہیں۔ جب قدرتی طور پر شہد کی پیداوار انتہائی کم ہوگئی تو منافع کی ہوس میں مبتلا

طبقہ نے مصنوعی شہد کے لیے شہد کی مکھیوں کی مصنوعی پیداوار کا آغاز کیا۔ آج زیادہ تر شہد جو بازاروں اور سڑکوں پر فروخت ہورہا ہے وہ مصنوعی ہے۔ اسی لیے اس شہد میں تاثیر نہیں پائی جاتی اور نہ ہی اس کی افادیت ہے۔

منڈی میں پیداوار کی کم قیمت: ایک کسان کا لائحہ عمل

تحریر: بختیار زیب

ضلع لوئر دیر، اپر دیر اور سوات میں ٹماٹر اور پیاز جیسی نقدآور فصلیں بھی پیدا ہوتی ہیں۔ پیاز کی فصل نومبر میں کاشت کی جاتی ہے اور جون میں تیار ہوتی ہے۔ اسی طرح ٹماٹر مئی میں کاشت کیا جاتا ہے اور نومبر میں تیار ہوتی ہے۔ ان اضلاع میں سال 2000 سے پہلے کسان کافی خوشحال تھے خوشحالی کی وجہ یہ تھی کہ ان فصلوں کے بیج کسان خود محفوظ رکھتے تھے جن پر نہ اسپرے کی ضرورت ہوتی تھی اور نہ ہی ڈی اے پی یا یوریا کی۔ بیلوں کے ذریعے کھیت تیار کیا جاتا تھا، اسی وجہ سے اخراجات نہ ہونے کے برابر تھے۔ پیداوار سے حاصل ہونے والی آمدنی سے کسانوں کو نقد رقم حاصل ہوتی تھی جسے وہ مکان کی تعمیر، زمین کی خریداری اور شادی بیاہ وغیرہ پر خرچ کرتے تھے۔

جب منڈی میں ہائبرڈ بیج آیا تو کسانوں کو سبز باغ دکھا کر انہیں ان کے روایتی بیج سے محروم کردیا گیا۔ آج ٹماٹر کے ہائبرڈ بیج کی 10 گرام کی تھیلی کی قیمت 2,000 سے 7,000 روپے تک ہے۔ اسی طرح پیاز کے بیج کی فی کلو قیمت 25,000 روپے ہے۔ اب صرف بیج پر ہی تقریباً 30,000 روپے تک خرچ آتا ہے، پھر ڈی اے پی، یوریا، ٹریکٹر، پانی پر آنے والے اخراجات اس کے علاوہ ہیں۔ ہائبرڈ بیج پر ہر تیسرے روز اسپرے کی ضرورت ہوتی ہے اور ایک اسپرے کی قیمت 1,000 روپے ہوتی ہے۔ اس طرح ہزاروں روپے اسپرے پر خرچ ہوتے ہیں۔ کسان جب تیار فصل پشاور، مردان، راولپنڈی کی منڈیوں میں لے جاتے ہیں تو پیداوار ان کی مرضی کی قیمت پر نہیں بلکہ منڈی کی طے کردہ قیمت پر فروخت ہوتی ہے۔ منڈی میں پیداوار فروخت کرکے اخراجات الگ کرنے کے بعد اکثر کسان کو منڈی سے واپس آنے کا کرایہ ہی بچتا ہے اور کسان کی ساری محنت ضائع ہو جاتی ہے۔

پی کے ایم ٹی کے ایک کارکن کی حیثیت سے میں نے سوچ بچار شروع کی اور کاشت کاری چھوڑنے کے بجائے ان علاقوں کے بازاروں کی طرف گیا جہاں دکاندار سبزیاں منڈی سے خرید کر لاتے ہیں۔ ضلع لوئر دیر میں میدان کمبڑ کا ایک بہت بڑا بازار ہے جہاں تقریباً 3,000 دکانیں ہیں اور آبادی بھی بہت زیادہ ہے۔ چند سبزی فروشوں سے سبزیوں کی قیمت معلوم کرنے کے بعد انکشاف ہوا کہ منڈی میں کسان کو ان کی پیداوار کی جو قیمت دی جاتی ہے وہ بہت کم ہے جبکہ آڑھتی دکانداروں سے بہت زیادہ قیمت وصول کرتے ہیں۔ میں نے دکانداروں کو پیشکش کی کہ وہ منڈی کی بجائے مجھ سے کم قیمت پر ٹماٹر خریدیں جس پر دکاندار بھی راضی ہوگئے۔ اس طرح میں نے اپنے ٹماٹر منڈی لے جانے کے بجائے براہ راست دکانداروں کو فروخت کرنا شروع کیا۔ ایک طرف مجھے نقد رقم ملی جو منڈیوں کے مقابلے میں زیادہ تھی دوسری طرف عوام کے لیے ٹماٹر کم قیمت دستیاب ہوئے اور دکاندار منڈی سے ٹماٹر اٹھا کر لانے سے بچ گیا۔ یوں ایک طرف عوام کا فائدہ ہوا اور دوسری طرف کسان کو بھی اپنی محنت کا پھل مل گیا۔ اس طرح مجھے پیداوار فروخت کرکے منڈی کے مقابلے ڈیڑھ لاکھ روپے زیادہ قیمت ملی یعنی اگر میں یہی پیداوار منڈیوں میں فروخت کرتا تو ڈیڑھ لاکھ روپے کا نقصان ہوتا۔ میری یہ تجویز ہے کہ اگر ہم پاکستان کے ہر کونے میں یہ سلسلہ شروع کریں اور سبزیاں منڈیوں میں آڑھتیوں کو فروخت کرنے کے بجائے براہ راست شہر یا گاؤں کے سبزی فروشوں کو فروخت کریں تو کسان کو اپنی محنت کا بہتر پھل مل سکتا ہے۔ دوسری طرف آڑھتیوں جیسے چھوٹے سرمایہ داروں کے چنگل سے آزادی بھی حاصل ہوسکتی ہے۔ غیرملکی زرعی اشیاء ان منڈیوں میں ہی فروخت کی جاتی ہیں جہاں سے سبزی فروش خریداری کرتے ہیں۔ جب ہماری سبزیاں براہ راست دکانداروں تک پہنچے گی تو درآمدی سبزیوں کی کھپت خود بخود کم ہوگی اور ہمارا سرمایہ ہمارے ملک میں ہی رہے گا۔ کسان خوشحال، پاکستان خوشحال۔

سندھ میں گنے کے کاشتکاروں کے مسائل

تحریر: امام الدین

گنا پاکستان کی ایک اہم نقدآور فصل ہے جو سال بھر میں ایک دفعہ کاشت کی جاتی ہے۔ سال 2016-17 میں پچھلے سات سالوں کے مقابلے گنے کی کاشت میں 30 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ پاکستان شوگر ملز ایسوسی ایشن (PSMA) کے مطابق حکومت نے کسانوں کو کھاد اور دیگر مداخل پر مراعات دیں ہیں جس کی وجہ سے گنے کی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے۔ ملک میں موجود زیادہ تر شوگر ملیں معروف کاروباری اور سیاسی خاندانوں کی ملکیت ہیں۔

سندھ گنے کی پیداوار کے حوالے سے پاکستان کا دوسرا بڑا صوبہ ہے۔ صوبہ سندھ کے تاریخی ضلع خیرپور میں بھی بیشتر نقدآور اور غذائی فصلیں کاشت کی جاتی ہیں جس میں گنا بھی شامل ہے۔ گزشتہ چند برسوں میں یہاں گنے کی کاشت میں اضافہ ہوا ہے۔ خیرپور میں اس وقت دو شوگر ملیں کام کررہی

ہیں ایک خیر پور شوگر مل اور دوسری رانی پور شوگر مل۔ حکومت کی جانب سے اس سال گنے کی امدادی قیمت 182 روپے فی من مقرر کی گئی لیکن مل مالکان نے گنے کی قیمت 182 روپے فی من دینے سے انکار کردیا اور صوبے کی تمام شوگر ملیں بند کردیں۔ حکومتی مداخلت پر ملوں نے گنے کی کرشنگ کا آغاز کیا لیکن صوبے بھر میں کوئی بھی شوگر مل کسانوں کو گنے کی مقرر کردہ قیمت ادا نہیں کررہی ہے۔ مل مالکان کی جانب سے عدالت میں درخواست دائر کیے جانے کے بعد سندھ ہائی کورٹ نے گنے کی قیمت کے حوالے سے اپنے فیصلے میں مل مالکان کو گنے کی امدادی قیمت 160 روپے فی من ادا کرنے کا حکم دیا لیکن اس عدالتی فیصلے کی بھی دھجیاں اڑا دی گئیں اور اکثر ملوں کی جانب سے کسانوں کو 140 روپے فی من یا اس سے بھی کم قیمت ادا کی جارہی ہے۔ ملوں کی جانب سے گنے کی مناسب قیمت نہ ملنے پر کچھ کسان مجبوراً گنا فروخت کرنے کے بجائے جانوروں کے لیے چارے کے طور پر استعمال کررہے ہیں۔ صوبہ بھر میں کسانوں نے مناسب قیمت نہ ملنے پر احتجاج بھی کیا۔ ضلع خیر پور کے علاقے کمنب میں ایک کسان نے سات ایکڑ پر گنے کی کھڑی فصل کو احتجاجاً آگ لگادی۔ کسان فصل کے لیے قرض پر مداخل حاصل کرتے ہیں جس کی وجہ سے وہ ایک طرف قرض واپس کرنے سے قاصر ہیں تو دوسری طرف اپنی بنیادی ضروریات پوری کرنے سے بھی قاصر ہیں۔ حکومت سے کسانوں کی امیدیں ختم ہوتی جارہی ہیں جو ان جاگیردار اور سرمایہ داروں پر ہی مشتمل ہے جو خود شوگر ملوں کے مالکان ہیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ کسان متحد ہوکر اس استحصال کے خلاف خود جدوجہد کا راستہ اپنائیں۔

ہے دل کی موت مشینوں کی حکومت
احساس مروت کو کچل دیتے ہیں آلات

بھوک کا عالمی دن: پریس کانفرنس

پریس ریلیز

اقوام متحدہ کا عالمی ادارہ برائے خوراک و زراعت (ایف اے او) کی جانب سے ہر سال 16 اکتوبر، 2017 کو ''خوراک کا عالمی دن'' منایا جاتا ہے۔ پاکستان کسان مزدور تحریک اور روٹس فار ایکوٹی، ایشین پیزنٹ کولیشن (اے پی سی) اور پیسٹی سائیڈ ایکشن نیٹ ورک (پین اے پی) کے ساتھ مل کر ہر سال خوراک کے عالمی دن کو ''بھوک کے عالمی دن'' کے طور پر مناتی ہے۔

پی کے ایم ٹی اور روٹس فار ایکوٹی نے بھوک کے عالمی دن کی مناسبت سے پاکستان میں بڑھتی ہوئی بھوک اور غذائی کمی، وسائل پر خصوصاً زمین پر جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے قبضے اور انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں کے خلاف اسلام آباد پریس کلب میں پریس کانفرنس کا اہتمام کیا۔ پریس کانفرنس سے پی کے ایم ٹی کے رہنماؤں الطاف حسین، عذرا طلعت سعید، طارق محمود اور پٹھانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اقوام متحدہ کے خوراک و زراعت کے عالمی ادارے (ایف اے او) اور دیگر بین الاقوامی اداروں کی جانب سے مشترکہ طور پر حال ہی میں جاری کردہ رپورٹ (The State of

Food Security and Nutrition in the World Report 2017) میں انکشاف کیا گیا ہے کہ دنیا میں بھوک اور غذائی کمی کے شکار افراد کی تعداد جو 2015 میں 777 ملین تھی 2016 میں بڑھ کر 815 ملین ہوچکی ہے جن کی بڑی تعداد (520 ملین) براعظم ایشیا میں رہتی ہے۔ یہ رپورٹ واضح کرتی ہے کہ غذائی تحفظ پر موسمی تبدیلی اور دیگر تنازعات کے نتیجے میں آبادیوں پر بڑے پیمانے پر انتہائی منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں خصوصاً دیہی آبادیوں پر جو نقل مکانی کی بھی بنیادی وجہ ہیں۔ ایف اے او کی جانب سے خوراک کا عالمی دن ''غذائی تحفظ اور دیہی ترقی میں سرمایہ کاری: نقل مکانی کے مستقبل میں تبدیلی'' کے عنوان سے منایا جارہا ہے۔ مختصراً یہ کہ تیسری دنیا کے ممالک میں لاکھوں افراد مختلف تنازعات، بھوک، غربت اور موسمی تبدیلی کے اثرات مثلاً سیلاب، خشک سالی وغیرہ کے نتیجے میں نقل مکانی کررہے ہیں۔

پاکستان 2017 میں بھی 166 پر امن ممالک کی فہرست میں 152 ویں نمبر پر ہے۔ ملک میں بھوک کے شکار افراد کی تعداد بڑھتی جاری ہے جہاں ضرورت سے کہیں زیادہ گندم سرکاری گوداموں میں پڑی سڑرہی ہے۔ لاکھوں لوگ سرکاری سرپرستی میں جاری دہشت گردی کے خلاف جنگ میں بے گھر ہورہے ہیں جس کے نتیجے میں وہ زمین، روزگار، مال مویشیوں سے بھی محروم ہوجاتے ہیں اور یہ تمام وسائل خوراک و غذائی تحفظ کے لیے لازم ہیں۔ ملک میں غذا اور غذائی کمی کے حوالے سے اعداد و شمار چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ پاکستان غذائی تحفظ کے اشاریوں میں 109 ممالک میں 77 ویں نمبر پر ہے اور ہر دس میں سے چھ پاکستانی غذائی عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ ملک میں تقریباً 44 فیصد بچے غذائی کمی کا شکار ہیں جبکہ 50 فیصد عورتیں خون کی کمی کا شکار ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بھوک اور غذائی کمی کے یہ ہولناک اعداد و شمار زمین کی غیر منصفانہ تقسیم کا نتیجہ ہیں۔ پاکستان کی 45 فیصد زرعی زمین پر 11 فیصد جاگیردار قابض ہیں۔ لاکھوں چھوٹے اور بے زمین کسان پہلے ہی استحصالی اور ظالمانہ جاگیرداری نظام میں جکڑے ہوئے ہیں اور اب طاقتور زرعی کمپنیوں کی اجارہ داری بڑھتی جارہی ہے جنہیں سرمایہ دارانہ نظام میں نیولبرل پالیسوں کے تحت ہماری زمین اور وسائل پر قبضے کی کھلی چھوٹ دے دی گئی ہے۔ زمین اور وسائل پر قبضے، تنازعات، موسمی تبدیلی اور بڑے پیمانے پر مہلک کیمیائی کھاد کے استعمال کی وجہ سے زمین کی تباہی کے نتیجے میں دیہی اور غریب شہری آبادیاں بڑے پیمانے پر بھوک اور غربت کا سامنا کررہی ہیں۔ عالمی تجارتی ادارے ڈبلیو ٹی او اس کے معاہدوں کے تحت زرعی تجارتی کمپنیوں کی بڑھتی ہوئی طاقت اور آزاد تجارت بھی دنیا میں بڑھتی ہوئی بھوک کی بڑی وجہ ہے۔

پاکستان کسان مزدور تحریک سمجھتی ہے کہ تمام عوامی تنظیمیں خوراک کی خود مختاری کے حصول کی جدوجہد تیز کرنے کے لیے جاگیرداری اور نیولبرل پالیسیوں کے خاتمے کو اپنا لائحہ عمل بنائیں جو ہماری زمین اور پیداواری وسائل ہم سے چھیننے کے لیے مسلط کی جارہی ہیں۔ پاکستان کسان مزدور تحریک خوراک و زراعت کی خودمختاری پر مبنی پالیسی اور زمین کی منصفانہ تقسیم جس میں عورتوں کے زمین کے حق کو یقینی بنایا جائے، کا مطالبہ کرتی ہے۔ ملک میں اس وقت تک پائیدار امن، ترقی اور خوشحالی نہیں آسکتی جب تک فیصلہ سازی پر عوامی اختیار نہ ہو۔

جاری کردہ: پاکستان کسان مزدور تحریک

عالمی تجارتی ادارے (WTO) اور بین الاقوامی کمپنیوں کی لوٹ مار کے خلاف مظاہرہ

پریس ریلیز

پاکستان کسان مزدور تحریک (PKMT) اور روٹس فار ایکوٹی نے دنیا بھر کی دیگر کسان دوست تنظیموں کی طرح عالمی تجارتی ادارے (WTO) کے گیارہویں وزارتی اجلاس کے موقع پر 10 دسمبر، 2017 کو گھوٹکی پریس کلب پر ایک احتجاجی مظاہرہ کا اہتمام کیا جس میں پی کے ایم ٹی کے کارکنوں کے علاوہ گھوٹکی کے شہریوں نے شرکت کی۔ ڈبلیو ٹی او ایک بین الاقوامی ادارہ ہے جو عالمی تجارت کے قوانین اور طریقہ کار وضع کرتا ہے۔ تیسری دنیا کے ممالک میں عوام دوست خصوصاً کسان آبادیاں ڈبلیو ٹی او کو کسان اور عوام دشمن سمجھتی ہیں جو امیر سرمایہ دار ممالک اور ان کی بین الاقوامی کمپنیوں کے کاروباری مفاد کو بڑھاوا دینے کے لیے پالیسیاں اور قوانین وضع کرتا ہے۔

احتجاجی مظاہرے سے خطاب کرتے ہوئے پی کے ایم ٹی سندھ کے رابطہ کار علی نواز جلبانی، پی کے ایم ٹی ضلع گھوٹکی کے رابطہ کار علی گوہر اور دیگر رہنماؤں نے کہا کہ ایک بار پھر دنیا بھر کے رہنما 10 تا 14 دسمبر بیونز ایریز، ارجنٹائن میں ڈبلیو ٹی او کے گیارہویں وزارتی اجلاس میں شرکت کررہے ہیں جہاں امیر صنعتی ممالک اور ان کی بین الاقوامی کمپنیوں کی جانب سے آزاد تجارتی پالیسوں کے ذریعے دنیا بھر میں مقامی آبادیوں اور قدرتی وسائل کے بدترین استحصال کے لیے قانون سازی پر بحث کی جائے گی۔

ڈبلیو ٹی او کے اجلاس کے ایجنڈے میں حکومتوں کی جانب سے فراہم کی جانے والی خدمات کے شعبے خصوصاً تعلیم، طبی سہولیات، پانی اور توانائی کے شعبے میں سرکاری اختیار کو مزید کمزور کرنے کے لیے تجاویز شامل کی گئی ہیں کیونکہ سرکاری شعبے میں فراہم کی جانے والی یہ خدمات بین الاقوامی تجارتی

کمپنیوں کے منافع میں رکاوٹ بنتی ہیں۔ اس کے علاوہ تیسری دنیا کے ممالک میں ماہی گیر تجارتی کمپنیوں کے مفادات کے تحفظ کے لیے ماہی گیری شعبے میں دی جانے مراعات کا خاتمہ کر کے چھوٹے ماہی گیروں کا مزید استحصال کرنے جیسی تجاویز بھی زیر غور ہیں۔ ڈبلیو ٹی او کے اجلاس میں یہ تجویز بھی زیر غور ہے کہ تیسری دنیا کے ممالک کی جانب سے زرعی شعبے کو دی جانے والی مراعات جو پہلے ہی بہت کم ہیں، مزید کم کی جائیں جبکہ امیر ممالک کو یہ اجازت ہو کہ وہ اپنے کسانوں کو مراعات دینے کا سلسلہ جاری رکھیں اور نتیجہ میں تا کہ ترقی پزیر ممالک کی منڈیوں میں اپنی سستی غذائی اشیاء فروخت کر سکیں۔

تیسری دنیا کے ممالک بلخصوص پاکستان میں ڈبلیو ٹی کے معاہدوں اور پالیسیوں کے نتیجے میں ہی کسان غربت اور بھوک کا شکار ہو کر زراعت چھوڑنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ ڈبلیو ٹی او کے ٹرپس معاہدے کی پاسداری اور بین الاقوامی زرعی کمپنیوں کے کاروبار اور منافع میں اضافے کے لیے ہی سیڈ ایکٹ اور پلانٹ بریڈرز رائٹس جیسے کالے قوانین نافذ کیے جا رہے ہیں جس سے ایک طرف چھوٹے اور بے زمین کسانوں کے لیے پیداواری لاگت میں اتنا اضافہ ہو چکا ہے کہ کسان مقامی منڈی میں اپنی پیداوار فروخت کرنے سے قاصر ہیں اور دوسری طرف کسانوں کو ان کے اپنے روایتی بیج سے محروم کر کے بین الاقوامی کمپنیوں کو کسانوں کے استحصال کی کھلی چھوٹ دے دی گئی ہے۔

پاکستان کسان مزدور تحریک اور روٹس فار ایکوٹی ڈبلیو ٹی او کے وجود کو یکسر مسترد کرتے ہوئے اس ادارے کو دنیا بھر کے کسانوں بلخصوص تیسری دنیا کے ممالک میں چھوٹے کسانوں کی تباہی کا ذمہ دار ٹھہراتی ہے۔ پی کے ایم ٹی مطالبہ کرتی ہے کہ حکومت فوری طور پر ڈبلیو ٹی او کے تمام معاہدوں اور مزاکرات سے خود کو الگ کرتے ہوئے اس ادارے کو بند کرنے کے لیے عالمی کوششوں کا ساتھ دے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ڈبلیو ٹی او کے خلاف بھرپور مزاحمت کرتے ہوئے سرمایہ دار ممالک کی جانب سے اس سامراجی عالمگیریت کا خاتمہ کر کے بین الاقوامی تجارتی کمپنیوں کی لوٹ مار کا خاتمہ کیا جائے۔

جاری کردہ: پاکستان کسان مزدور تحریک

کسانوں کا تجرباتی کھیت کا دورہ

رپورٹ: روٹس فار ایکوٹی

پاکستان کسان مزدور تحریک اور روٹس فار ایکوٹی کے تحت ''تجرباتی کھیت'' کا قیام روایتی اور علاقائی بیج کو پائیدار بنیادوں پر محفوظ اور بڑھانے کی ایک کاوش ہے۔ جس طرح پچھلی تحریروں میں بھی بتایا گیا ہے کہ سبز انقلاب کے آغاز سے آج تک کی عالمی اداروں اور حکومت کی زرعی پالیسیوں کے نتیجے میں مقامی آبادیوں، چھوٹے اور بے زمین کسانوں کے روزگار اور معیشت تباہی کا شکار ہے۔ اس کے برعکس غیر ملکی کمپنیوں کے منافع میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ ان ہی کمپنیوں کے تیار کردہ ہائبرڈ بیج، کیمیائی کھاد، زہریلی ادویات، مشینری اور دیگر پیداواری مداخل کا استعمال بڑھ گیا ہے اور کسان ان کمپنیوں کا محتاج ہو کر رہ گیا ہے۔ اس گھمبیر صورتحال کے پیش نظر جس میں روایتی، مقامی بیج ناپید ہوتے

جارہے ہیں، روٹس فار ایکوٹی اور پی کے ایم ٹی نے تجرباتی کھیت کے قیام کی منصوبہ بندی کی۔ گزشتہ چند سالوں سے اس تجرباتی کھیت پر پی کے ایم ٹی کے ممبران کی مشاورت سے پائیدار بنیادوں پر بیج کی پیداوار جاری ہے۔ مزکورہ تجرباتی کھیت ملتان میں واقع ہے جہاں مختلف غذائی فصلوں مثلاً گندم، چاول، جوار، مکئی کے علاوہ دیگر فصلوں کے روایتی اور علاقائی بیج تیار کیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ کپاس اور مختلف سبزیوں کے بیج بھی کاشت کیے جاتے ہیں۔

پائیدار زراعت کے فروغ، بیج بینک کے قیام کی ترغیب اور تربیت دینے کے لیے پی کے ایم ٹی کے مختلف اضلاع کے ممبران کے لیے وقتاً فوقتاً معلوماتی دورے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ایسے ہی ایک دورے کا اہتمام 18،19 ستمبر، 2017 کو ضلع ٹنڈو محمد خان اور بدین کے ممبران کے لیے کیا گیا جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ٹنڈو محمد خان اور بدین کے کسانوں کے دورہ ملتان کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔

- تجرباتی کھیت کا دورہ۔
- تجرباتی کھیت کے دورے پر تبادلہ خیال اور اس کام کی اہمیت پر مباحثہ۔
- بستی موراں والی کا دورہ۔

- **تجرباتی کھیت کا دورہ:**

ملتان میں تجرباتی کھیت کے دورے کے آغاز پر سب سے پہلے روٹس فار ایکوٹی کے نوید احمد نے کسانوں کو کمپوزٹ یعنی دیسی کھاد بنانے کا طریقہ کار بتاتے ہوئے کہا کہ سب سے پہلے زمین میں ایک کھڈا بنائیں پھر اس میں گوبر، جنتر، سبزیوں کے پتے وغیرہ ڈالیں اور اوپر سے دوبارہ گوبر ڈالیں۔ اس کھڈے میں ہر ایک ماہ بعد گوڈی کریں۔ کھڈے میں موجود مواد تین سے چار ماہ بعد تیار ہو جاتا ہے جسے ہم سبزیوں کی فصل میں کھاد کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ پی کے ایم ٹی ملتان کے ضلعی رابطہ کار محمد صادق نے کمپوزٹ کے حوالے سے مزید بتایا کہ اس میں سرسوں کے پتے بھی ڈالے گئے ہیں۔ اگر اس کمپوزٹ میں بڑے پتے نہ ڈالے جائیں تو اور زیادہ اچھا مواد تیار ہوگا۔ سورج مکھی، نیم اور سفیدے کے پتے اس کمپوزٹ میں نہ ڈالیں۔ سری لنکا کے کسانوں سے ہم نے سیکھا کہ جو پتے بکری کھاتی ہے اسے کمپوزٹ بنانے میں استعمال کریں اور جو پتے بکری نہیں کھاتی اس کا دیسی اسپرے بنائیں۔ ٹنڈو محمد خان اور بدین کے کسانوں نے کھیت میں کاشت کیے گئے چاول اور مختلف اقسام کی سبزیوں کا بھی جائزہ لیا اور کھیت کی بہتری کے لیے تجاویز دیں۔

- **تجرباتی کھیت کے دورے پر تبادلہ خیال اور اس کام کی اہمیت پر مباحثہ:**

کھیت کے دورے کے بعد کسانوں نے چاول کی فصل کے دورے کے بعد

اپنے تجربات اور معلومات کا تبادلہ کرتے ہوئے کہا کہ چاول ان کی غذائی فصل ہے اور وہ دن میں تین وقت چاول کھاتے ہیں۔ خوراک کے لیے زیادہ تر دیسی چاول ہی کھاتے ہیں کیونکہ ہائبرڈ چاول زیادہ عرصے رکھنے سے کڑوا ہوجاتا ہے۔ چاول کی فصل کے بعد سبزیاں کاشت کی جاتی ہیں جن میں سرسوں، کدو، بھنڈی، میتھی، توری وغیرہ شامل ہیں۔ کسانوں کے ساتھ معلومات کے تبادلے کے دوران ڈاکٹر عذرا طلعت سعید نے معلومات کا تبادلہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس بات کو سمجھیں کہ چاول کی فصل کی آپ کے لیے کیا اہمیت ہے۔ کیا یہ آپ کی خوراک کے لیے ہے؟ کیونکہ ہم نے ٹنڈو محمد خان میں دیکھا کہ کسان دیسی طریقہ پیداوار کو بہت کم سمجھ پا رہے ہیں۔ ہائبرڈ چاول جس کی آپ پیداوار کرتے ہیں بظاہر ایسا لگتا ہے کہ یہ آپ کے لیے نقد آور فصل ہے جس سے آپ اچھی آمدنی حاصل کرتے ہیں کیونکہ ہم نے بدین میں دیکھا کہ کسان زیادہ تر چاول کاشت کرتے ہیں اور گندم بہت کم کاشت کی جاتی ہے۔ کسان ہائبرڈ چاول خود نہیں کھاتے کیونکہ وہ کڑوا ہوجاتا ہے، مہنگا ہائبرڈ بیج خریدتے ہیں کیا اس غیر پائیدار طریقہ پیداوار کے ذریعے کسانوں کے حالات میں کوئی تبدیلی آئی ہے؟ تبدیلی صرف پائیدار طریقہ پیداوار سے ہی ممکن ہے جس میں کسان کمپنیوں کے مہنگے بیج اور دیگر زہریلے مداخل کا محتاج نہیں رہتا۔ اس غیر پائیدار طریقہ پیداوار سے ہماری خوراک اور ماحول دونوں آلودہ ہورہے ہیں جس سے تحفظ صرف ماحول دوست، پائیدار طریقہ زراعت سے ہی کیا جاسکتا ہے۔

- بستی موراں والی کا دورہ:

اگلے مرحلے میں ملتان کا دورہ کرنے والے کسانوں کو بستی موراں والی کا دورہ بھی کروایا گیا جہاں بستی موراں والی کے ارکان کا تعارف کروایا گیا۔ بستی کے مقیم افراد نے ایک ٹیبلو بھی پیش کیا۔ اس موقع پر موراں والی بستی کے مقامی افراد کا کہنا تھا کہ ہم کمپنیوں کے ہاتھوں پھنس گئے ہیں اور بہت پریشان ہیں۔ پہلے دیسی طریقوں پر کاشت کاری کرتے تھے جسے اب ہم نے بھلادیا ہے۔ ہمارے سیاسی حالات یہ ہیں کہ انتخابات کے موقع پر تمام جماعتیں ووٹ مانگنے آتی ہیں اور بہت سے وعدے کرکے چلی جاتی ہیں۔ انتخابات کے بعد ہمیں پلٹ کر پوچھتے بھی نہیں ہیں۔ ترقیاتی کاموں کے لیے ملنے والا بجٹ جاگیردار ہڑپ لیتے ہیں اور ہمیں کچھ نہیں ملتا۔ یہ کچے کا علاقہ ہے اور یہاں آنے والے سیلابوں کا بھی خود مقابلہ کرتے ہیں۔ حکومت ہمارا کوئی مسئلہ حل نہیں کرتی۔ سندھ سے ٹنڈو محمد خان اور بدین سے آئے شرکاء کا کہنا تھا کہ ہمارے علاقوں میں بھی نہ تعلیم کی سہولیات ہیں اور نہ ہی روزگار کی۔ علاقے میں نہری پانی کی سہولت موجود ہے لیکن ٹیوب ویل نہیں ہے کیونکہ زیر زمین پانی کڑوا ہے۔ زیادہ تر چاول کی فصل کاشت کی جاتی ہے، گندم بہت کم کاشت کیا جاتا ہے۔ چاول کا ہائبرڈ بیج بہت مہنگا ملتا ہے۔ آخر میں دورے پر آئے ہوئے شرکاء نے ملتان کے تاریخی و مذہبی مقامات اور مزارات کا دورہ بھی کیا۔

بیج بینک

نوید احمد

پاکستان کسان مزدور تحریک خوراک کی خود مختاری کے حصول کے لیے روایتی اور پائیدار زراعت کے فروغ، صحت مند صاف خوراک اور پائیدار ماحول کے لیے جدوجہد کی راہ پر گامزن ہے۔ بیج بینک کا قیام اسی جدوجہد کا ایک اہم ترین جز

ہے۔ اسی جدوجہد کو جاری رکھتے ہوئے پی کے ایم ٹی صوبہ سندھ، پنجاب اور خیبر پختونخوا کے کسانوں نے گندم کی مختلف اقسام کاشت کیں۔ ہر ایک صوبے سے 40 کسانوں نے اپنی تین سے چار کنال زمین پر مختلف اقسام کے دیسی گندم کے 20 کلو روایتی بیج پائیدار طریقہ زراعت کے اصولوں پر کاشت کیے۔ اس کے علاوہ تینوں صوبوں میں ضلعی سطح پر مشترکہ بیج بینک بھی قائم کیے گئے جن میں گندم کی تین اور سبزیوں کی تین سے چار اقسام کاشت کی گئیں۔ جن اضلاع میں بیج بینک قائم کیے گئے ان میں سندھ سے ٹنڈو محمد خان، بدین، شکارپور، خیرپور، گھوٹکی اور پنجاب سے ملتان، راجن پور، ساہیوال اور اوکاڑہ شامل ہیں۔ اسی طرح خیبر پختونخوا میں مانسہرہ، ہری پور، پشاور اور لوئر دیر اضلاع میں مشترکہ بیج بینک قائم کیے گئے۔

ہر ضلع میں پی کے ایم ٹی کی ایک بیج بینک کمیٹی موجود ہے جو بوائی سے کٹائی تک بیج بینک کی دیکھ بھال اور کام کی ذمہ دار ہے۔ روایتی اور پائیدار طریقوں پر مشترکہ بیج بینک سے حاصل ہونے والے بیج کسانوں کی ملکیت ہیں جسے وہ کمیٹی کے فیصلے کے مطابق اگلے سال کاشت کے لیے محفوظ کریں گے۔ اس بیج کو دیگر کسانوں میں بھی تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ بیج بینک انفرادی ہو یا مشترکہ، یہ مختلف اقسام پر مشتمل ہوتا ہے جس کے لیے ایک سے دو مرلہ زمین درکار ہوتی ہے۔ یہ زمین صرف پائیدار طریقہ زراعت کے تحت ہی بیج کی پیداوار کے لیے مخصوص ہوتی ہے جس پر ہر سال بیج کاشت کرتے رہنا ضروری ہے۔ کسان بھائیوں سے درخواست ہے کہ دل جمعی سے بیج بینک کی روایت کو آگے بڑھائیں اور اپنی نسلوں کو غلامی کی زنجیروں سے آزاد کریں کیونکہ بیج کسان کی ملکیت ہے اور کسان ہی اس کا حق دار ہے۔

پی کے ایم ٹی کی ششماہی سرگرمیاں (جولائی تا دسمبر، 2017)

پاکستان کسان مزدور تحریک کسانوں سے جڑے مسائل کو سمجھنے اور کسانوں کے ساتھ رابطے اور تنظیم سازی کو بڑھانے کے لیے ملک بھر کے منتخب اضلاع میں تربیتی پرگرام منعقد کرتی ہے۔ روایتی اور پائیدار زراعت کے فوائد اور جدید زراعت کے نقصانات سے آگاہی فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ پی کے ایم ٹی عملی تجربات کے عمل میں بھی ہے۔ اس عمل کا مقصد کسان دشمن حکومتی اور عالمی زرعی اور معاشی پالیسیوں کے خلاف آگہی اور جدوجہد کے راستے تلاش کرنا ہے۔ پی کے ایم ٹی کے تحت جولائی تا دسمبر 2017 تک اس حوالے سے مندرجہ ذیل سرگرمیاں انجام دی گئیں:

عوامی آگہی پروگرام برائے پائیدار زراعت

پی کے ایم ٹی کے تحت منتخب اضلاع میں عوامی آگہی پروگرام برائے پائیدار زراعت (ایس او ایس) کے تحت مختلف سیشن منعقد کیے گئے، جس میں صوبہ سندھ کے ضلع ٹنڈو محمد خان میں ایک، بدین میں پانچ، سکھر میں ایک اور گھوٹکی میں تین سیشن منعقد کیے گئے جن میں سے ایک سیشن عورتوں کے ساتھ کیا گیا۔ صوبہ کے پی کے میں ضلع لوئر دیر میں چار سیشن منعقد کیے گئے جن میں تین سیشن عورتوں کے ساتھ کیے گئے۔ جبکہ صوبہ پنجاب کے ضلع ساہیوال میں دو سیشن منعقد ہوئے۔

پولیٹکل ایجوکیشن پروگرام (پیپ)

پولیٹکل ایجوکیشن پروگرام (پیپ) عوامی آگہی پروگرام برائے پائیدار زراعت (ساؤ) کے مقابلے میں اعلیٰ سطحی تعلیمی پروگرام ہے جس میں سبز انقلاب، پدر شاہی، پیداواری وسائل، نوآبادیات، جنگ عظیم دوئم اور عالمگیریت جیسے موضوعات تفصیلی طور پر زیر بحث لائے جاتے ہیں۔ سیشن کا دورانیہ دو سے تین دن کا ہوتا ہے۔ جون 2017 سے دسمبر 2017 تک صوبہ پنجاب اور سندھ میں ایک ایک پیپ منعقد کیا گیا۔

پی کے ایم ٹی دسواں سالانہ اجلاس

پی کے ایم ٹی کا دسواں سالانہ اجلاس 15 اکتوبر کو لوک ورثہ اسلام آباد میں منعقد ہوا۔ یہ پی کے ایم ٹی کے لیے ایک تاریخی لمحہ تھا جب خوراک کی خود مختاری کے لیے دس سالہ جدوجہد کا جشن بھی تھا۔ پی کے ایم ٹی کے تمام اضلاع سے 150 سے زیادہ کسانوں نے اجلاس میں شرکت کی جس کا عنوان ''خود مختار کسان، خوشحال'' پاکستان تھا۔ اجلاس کے ساتھ ساتھ میلہ کا انعقاد بھی کیا تھا جس میں دیسی کھانوں کے اسٹال، دیسی بیجوں کی نمائش کے ساتھ ساتھ تھیٹر اور ثقافتی سرگرمیاں بھی شامل تھیں۔ اس حوالے سے تفصیلات صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں۔

پی کے ایم ٹی پانچواں صوبائی اجلاس

صوبہ کے پی کے کا پانچواں صوبائی اجلاس 16 جولائی کو ضلع لوئر دیر کے ایک گاؤں اور 28 دسمبر کو لاہور میں پنجاب کا صوبائی اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس کی

تفصیلات صفحہ 7 اور 9 پر ملاحظہ فرمائیں۔

کور گروپ میٹنگ

پچھلے چھ ماہ میں پی کے ایم ٹی کی مندرجہ ذیل میٹنگ منعقد ہوئیں۔ مرکزی کور گروپ میٹنگ جولائی اور دسمبر کے مہینے میں اسلام آباد اور لاہور میں منعقد کی گئی۔

پنجاب کور گروپ میٹنگ 12 جولائی کو اسلام آباد اور 10 ستمبر کو ملتان میں منعقد کی گئی۔

سندھ کور گروپ میٹنگ 13 اگست کو کراچی میں منعقد کی گئی۔

کے پی کے کور گروپ میٹنگ 2 جولائی اور 10 ستمبر کو ہری پور میں منعقد کی گئی۔

پریس کانفرنس

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) اور روٹس فار ایکوٹی نے بھوک کے عالمی دن کی مناسبت سے پاکستان میں بڑھتی ہوئی بھوک اور غذائی کمی، وسائل پر خصوصاً زمین پر جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے قبضے اور انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں کے خلاف نیشنل پریس کلب اسلام آباد پر پریس کانفرنس کی۔ پریس ریلیز صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احتجاجی مظاہرہ

پاکستان کسان مزدور تحریک اور روٹس فار ایکوٹی نے دنیا بھر کی دیگر کسان دوست تنظیموں کی طرح عالمی تجارتی ادارے (WTO) کے گیارہویں وزارتی اجلاس کے موقع پر 10 دسمبر، 2017 کو گھوٹکی پریس کلب پر ایک احتجاجی مظاہرہ کیا۔ پریس ریلیز صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں۔

کسانوں کا تجرباتی کھیت کا دورہ

پائیدار زراعت کے فروغ اور کسانوں میں اس کی آگاہی پھیلانے کے لیے گزشتہ کئی سالوں سے پی کے ایم ٹی اور روٹس فار ایکوٹی کی کوششیں جاری ہیں۔ اس مقصد کے لیے پی کے ایم ٹی کی کسانوں سے مشاورت اور معاونت مستقل جاری ہے۔ اسی تناظر میں ضلع ٹنڈو محمد خان اور بدین کے کسانوں نے ملتان میں روٹس کے تجرباتی کھیت میں چاول کی فصل کا دورہ کیا۔ دورہ کی تفصیلات صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

پاکستان کسان مزدور تحریک کا تعارف

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) ملک کے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں پر مشتمل ایک تنظیم ہے۔ تنظیم نے اگرچہ پی کے ایم ٹی کا نام2010 میں اختیار کیا لیکن بحیثیت کسان مزدور تنظیم یہ 2008 سے سرگرم عمل ہے۔2008 میں تنظیم پاکستان کسان سنگت کے نام سے جانی جاتی تھی۔ اس کے اہم اہداف میں زراعت اور زرعی مسائل کے بارے میں عوامی بیداری، پائیدار زراعت اور خوراک کی خودمختاری شامل ہے۔

پی کے ایم ٹی کی اہم ذمہ داریوں میں ملک کے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں کے لیے حقوق، خوراک کی خودمختاری اور پائیدار زراعت کے موضوعات پر تفصیلی تربیتی پروگرام شامل ہیں۔ پی کے ایم ٹی میں فیصلہ سازی کور گروپ (مرکزی گروپ) کے ذریعے کی جاتی ہے اور تنظیمی ڈھانچے کے لیے تحریک کے ممبران عہدیداروں کا انتخاب کرتے ہیں جس میں مرکزی رابطہ کار، صوبائی رابطہ کار اور ضلعی رابطہ کار شامل ہیں۔

تحریک کے بنیادی اصول

پی کے ایم ٹی مذہب، رنگ، نسل، علاقائی اور لسانی تعصب سے بالا تر ہو کر مندرجہ ذیل اصولوں پر منظّم ہونے کا عزم رکھتی ہے:

1۔ کسانوں بالخصوص کسان عورتوں کے حقوق۔ 2۔ خوراک کی خودمختاری۔ 3۔ موسمی انصاف۔

4۔ پیداواری وسائل تک اختیار اور رسائی۔ 5۔ اتحاد، یکجہتی اور جدوجہد۔